

مَنْ قَصَّرَ عَلَيْكَ احْسَنَ الْقَصْرِ
ہم تمہیں سب سے خوب صورت قصہ سناتے ہیں

جمالِ زندگی

ابن مسعودی ملت
ابوالسور محمد مسرور احمد

ادارہ مسعودیہ

۵۰۶۱۲-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲۳ - العوآة والعم - درگا -
۲۴ (فأفقا) - قاتر

۲۵ دن ز رین

۲۶ زین زین

۲۷ - زین زین -
۲۸ - صریراں سرک - بیس

۲۹ - شیخ سیر (تتبعوا التسل) -
۳۰ - سورہ عقیدت کجاک عم البیرین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ حَنْ نَقِصْرٍ عَلَیْكَ اِحْسِنُ الْقِصَصِ (یوسفؑ)
ہم تمہیں سب سے خوب صورت قصہ سناتے ہیں

جمالِ زندگی

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے ؛ پی۔ ایچ۔ ڈی

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، سندھ

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

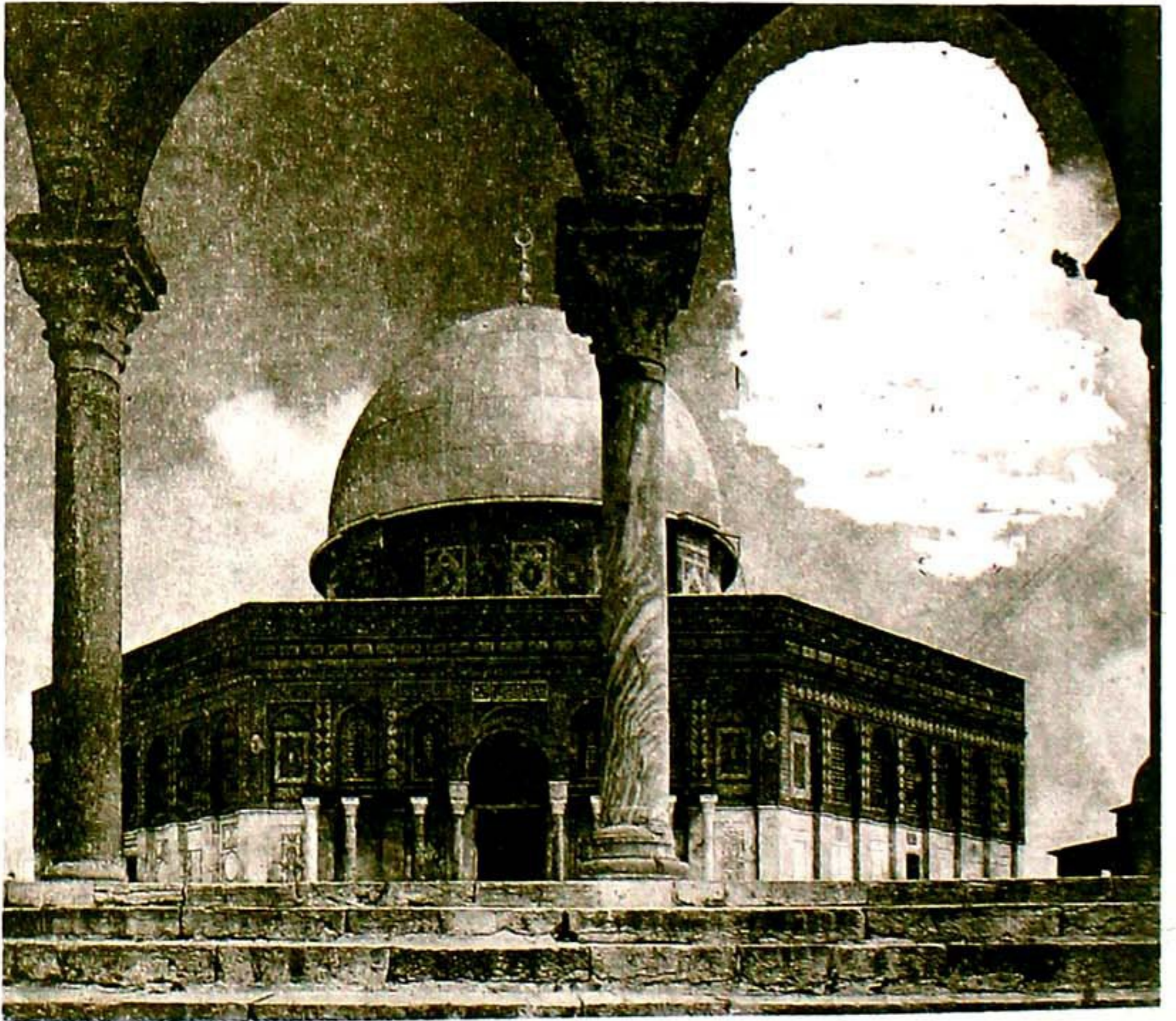
ادارہ مستعویہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گوئی بیکس

من اللغات المحمديّة العجيز

سُجِنَ الَّذِي اسْتَبْرَأَ بَعْدَ بَيْتِ الْمَسْجِدِ الَّذِي اسْتَبْرَأَ فِي الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا
الَّذِي بَنَى حَوْلَهُ لِيُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِهِ أَنْتَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (اسراء: 1)



أَبْوَيْكَ مِنْ قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ ۱۰

(ترجمہ) اور اسی طرح تجھے تیرا رب جن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر، جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی، بیشک تیرا رب علم و حکمت والا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خواب کی بھنگ بڑے بھائیوں کے کان میں پڑ گئی۔ حضرت یوسف نے صبح اپنے والد صاحب سے خواب بیان فرمایا تو سوتیلے بھائی موجود نہ تھے، شاید اپنے کام پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ فرمایا کہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا تو، حضرت یوسف کی بھابیوں نے یہ بات سن لی اور بھائی جب اپنے اپنے کاموں سے واپس آئے تو انہوں نے یہ خواب ان سے کہہ دیا۔ حسد کی آگ اور بھڑک اٹھی چنانچہ برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل اور ملک بدری کا منصوبہ بنایا۔

إِذْ قَالُوا لِيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا وَ نَحْنُ
عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۱۰
اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهَ أَبِيكُمْ وَ تَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ
قَوْمًا صَالِحِينَ ۱۱
وَالْقُوَّةُ فِي غَيْبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ
كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۱۱

(ترجمہ) جب بھائیوں نے کہا کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے باپ کھلم کھلا ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں، یوسف کو مار دو یا کہیں زمین میں پھینک دو کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا۔ ان (بھائیوں) میں ایک بھائی نے کہا کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو یوسف کو مارو نہیں، اسے اندھے کنوئیں

کر چلنے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام بھائیوں کے ساتھ شہر کنعان کے دروازے پر " شجرۃ
 الوداع"، تک تشریف لائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو الوداع کہا----- غالباً آپ کا
 دل گواہی دے رہا تھا کہ جدائی کی گھڑی آنے والی ہے ورنہ سیر کے لئے جانے والے بچوں کو رخصت
 کرنے کے لئے کوئی باپ نہیں جاتا۔ بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام سے اجازت لے کر یہ
 سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ کے سب سے چھوٹے بھائی
 بنیامین غالباً اس لئے نہ گئے کہ وہ بہت چھوٹے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام بارہ تیرہ سال کے
 تھے----- بھائیوں نے گھر سے دور ہوتے ہی دل کی بھر اس نکالی اور حضرت یوسف علیہ
 السلام کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا، ایک بھائی مارتا دوسرے بھائی سے فریاد کرتے وہ بھی
 مارتا----- بھائی مار پیٹ کر دل کی بھر اس نکالتے رہے۔ جب بڑے بھائی یہود ایاروبیل نے
 یہ دیکھا تو اس کو بہت ترس آیا، اس نے سختی سے منع کیا اور کہا کہ کیا یہ طے نہ پایا تھا کہ اس کو کنوئیں
 میں ڈالا جائے گا، قتل نہیں کیا جائے گا، کچھ کرنا ہی ہے تو یوسف کو کنوئیں میں ڈال دو، کوئی قافلہ
 والا یہاں سے پانی بھرے گا تو اس کو یہاں سے نکال کر لے جائے گا، تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا،
 باپ کی نظروں سے بہت دور، دور دراز ملکوں میں چلا جائے گا----- برادران یوسف کو
 حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد تھا اور یہ تمنا تھی کہ محبت یعقوب علیہ السلام کی نعمت حضرت
 یوسف علیہ السلام کے حق میں زائل ہو کر ان کو مل جائے----- شریعت میں حسد کی سخت
 ممانعت ہے ہاں اس کی اجازت ضرور ہے کہ دوسرے کی نعمت کی زوال کی آرزو کے بغیر اپنے لئے
 وہی نعمت چاہے جو اس کو ملی ہوئی ہے۔ اس کو غبطہ کہتے ہیں جس کو اردو میں رشک کہتے ہیں۔

بہر حال جب یہ طے پایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَ اجْمَعُوا أَن يُجْعَلُوهُ فِي غَيْبَتِ الْجُبِّ وَ

أَوْ حَيْنًا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا

يَشْعُرُونَ ۝ ۱۵

يَعْمَلُونَ ۝ وَ شَرَّوْهُ بِثَمْنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمٍ مَعْدُودَةٍ ۝ وَ
كَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۱۷

(ترجمہ) اور ایک قافلہ آیا، انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا، وہ لایا
آبا! کیسی خوشی کی بات ہے یہ ایک لڑکا ہے، اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا اور اللہ جانتا
ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور بھائیوں نے اسے کھولے داموں گنتی کے روپوں میں بیچ ڈالا اور
انہیں اس (سوے) میں کچھ رغبت نہ تھی۔

قافلہ والے وارد (پانی بھرنے والے) مالک بن دعرا الحزاعی نے جب پانی بھرنے کے
لئے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حکم الہی ڈول پکڑ لیا اور اس میں بیٹھ گئے،
ڈول بھاری ہو گیا، پانی بھرنے والے نے جب جھانک کر دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام اس میں
بیٹھے تھے، وہ آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران رہ گیا، خوشی سے پھولانہ سما لیا اور چیخ اٹھا ”اے
قافلے والوں خوشخبری ہو یہ خوبصورت لڑکا ہاتھ آیا ہے“ برادران یوسف میں کوئی دور سے نگرانی
کر رہا تھا جب آپ کو نکالا گیا تو وہ بھائی قافلے والوں کے پاس دوڑ کر آیا اور عربی زبان میں حضرت
یوسف علیہ السلام کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور قافلہ والوں سے کہا کہ ”یہ ہمارا غلام ہے اور
بھاگ کر آیا ہے کنوئیں میں چھپ گیا بہت نکما ہے، کسی کام کا نہیں، اگر تم چاہو تم ہم سے خرید لو“
----- بہر حال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نے حضرت یوسف علیہ السلام جیسے
متاع عزیز کو اونے پونے بیچ دیا۔----- جس شخص کے ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچا گیا
اس کا نام مالک بن دعرا الحزاعی تھا اسی نے آپ کو گراں قیمت پر عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور
عزیز مصر نے نہایت ہی گراں قیمت پر خریدا تھا۔----- اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متاع اپنی
حقیقی قیمت ساتھ نہیں رکھتی، اس کا اختیار اللہ کے اختیار میں ہے۔ اسی لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہر چیز کا نرخ اور قیمت اللہ کے اختیار میں ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں

چلتا۔۔۔

جب یہ قافلہ مصر پہنچا تو مالک بن دعر الخزامی حضرت یوسف علیہ السلام کو پہننے کے لئے (شاید اس زمانے میں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی) مصر کے بازار میں لایا، آپ کا چہرہ مہرہ اور رنگ و روپ دیکھ کر گاہکوں کا ہجوم ہو گیا، دام بڑھنے لگے، مصر کے وزیر اعظم قطفیر مصری (جس کو عزیز مصر کہتے تھے اور جس کے تصرف میں شاہ مصر ریان بن ولید عملیاتی نے ملک کے سارے خزانے دے دیئے تھے) بھی ادھر آنکلا، دام بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچے:

۱- آپ کے وزن کے برابر سونا

۲- آپ کے وزن کے برابر چاندی

۳- آپ کے وزن کے برابر مشک

۴- آپ کے وزن کے برابر حریر (یعنی قیمتی ریشمی کپڑا)

آخری قیمت یہی ٹھہری، آپ کا وزن چار سو رطل تھا (یعنی ایک من سے کچھ زیادہ) اور عمر شریف بارہ تیرہ سال کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس گراں قیمت پر کوئی خریدار نہ خرید سکا چنانچہ وزیر اعظم مصر نے اس قیمت پر آپ کو خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا اور اپنی بیوی زلیخا (راعیل) سے کہا:-

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِمُرَاتِهِ اَكْرِمِي مَثْوَاهُ

عَلَسِي اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَاَلِدًا ۱۸۰

(ترجمہ) اور مصر کے جس شخص (قطفیر عزیز مصر) نے اسے خریدا وہ اپنی عورت سے

کہنے لگا نہیں عزت سے رکھو، شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنا لیں۔

وزیر اعظم قطفیر (عزیز مصر) نے قیافہ سے اندازہ لگایا لیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ

السلام مستقبل میں ایک عظیم شخصیت بن کر ابھرنے والے ہیں، پھر وہ لاولد بھی تھا، یہ خیال آیا ہو گا

کہ مستقبل میں آپ اس کے جانشین ہوں گے اللہ تعالیٰ نے اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو

مصر میں جمایا، نبوت رسالت عطا فرما کر معجزات سے سرفراز فرمایا اور حکومت سلطنت سے نواز کر

مصر کا بادشاہ بنایا۔

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَاوِيلِ

الَّا حَادِيثٌ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ۱۹۰

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین جماؤ دیا اور اس لیے کہ اسے باتوں کا انجام
سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
حضرت یوسف علیہ السلام کا کنعان سے مصر لے جایا جانا اور فروخت ہونا، مصر میں آپ
کے جماؤ کا ایک بہانہ تھا :-

رحمت حق بہانہ می جوید

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ۲۰۰

(ترجمہ) اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا، ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی
صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

یہ ہی وہ شہر ہے جہاں آپ کو نبوت و رسالت سے نوازا گیا، یہ ہی وہ شہر ہے جہاں آپ کو
خوابوں کی تعبیر کا معجزہ عطا کیا گیا، یہ ہی وہ شہر ہے جہاں آپ کو علم غیب سے نوازا گیا، یہ ہی وہ شہر
ہے جہاں آپ کو ملک کے خزانوں کا مالک بنایا گیا یہ ہی وہ شہر ہے جہاں آپ کے سر مبارک پر تاج
شاہی رکھا گیا اور تمام مصریوں کو آپ کا غلام بنا دیا گیا، یہ ہی وہ شہر ہے جہاں آپ نے وصال فرمایا۔

۵

حضرت یوسف علیہ السلام بہت ہی حسین و جمیل تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے
آپ کے حسن کی تعریف فرمائی اور فرمایا۔

”اوروں کا حسن مثل ستاروں کے ہے، اور یوسف کا حسن مثل چاند کے ہے“ ۲۱

ایک دوسری حدیث میں فرمایا :-

”میرے بھائی یوسف زیادہ صباحت والے ہیں اور میں زیادہ ملاحت والا ہوں“ ۲۲

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم کو تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئے چنانچہ آپ نے فرمایا۔ تمام دنیا کے حسن و جمال میں سے حسن و جمال کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ ۲۳

حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کا نور تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام زنان مصر اور اہل مصر کے محبوب تھے،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنا کر ساری مخلوق پر آپ کی محبت و الفت کو فرض کر دیا جس پر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۰ گواہ ہے، یہ ہی نہیں بلکہ آپ کی اطاعت کرنے والے کو اپنا محبوب بنایا اور اطاعت کو شرط محبت قرار دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس محبوبیت پر نازاں تھیں، آپ فرماتی ہیں کہ حضرت یوسف کے حسن پر تو مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کانٹے، میرے یوسف کو دیکھو جس کے حسن و جمال پر عرب کے جوان اپنی گردنیں کٹوا رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :- حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال اس جہاں کی خلقت اور حسن و جمال کی قسم میں نہیں ہے ان کا جمال بہشتیوں کے جمال کے حسن سے ہے۔ ۲۴

دوسری جگہ فرماتے ہیں :- ”حضرت یوسف علیہ السلام اگرچہ اس صباحت اور حسن و جمال کی وجہ سے جو وہ رکھتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کے محبوب ہوئے لیکن ہمارے پیغمبر علیہ السلام اس ملاحظت کی وجہ سے جو وہ رکھتے تھے خالق ارض و سما کے محبوب ہوئے اور زمین آسمان کو آپ کے طفیل پیدا کیا گیا۔ ۲۵

اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :- ”اگرچہ اس دنیا

میں دو تہائی حسن حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے مسلم ہے باقی تہائی حصہ سب میں تقسیم ہوا ہے لیکن اس عالم میں حسن صرف حسن محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جمال بھی صرف جمال محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ آپ محبوب خدا جل سلطانہ ہیں۔ دوسرے حسینوں کو آپ کے حسن سے کیا نسبت؟“ ۲۶

یہی حسن و جمال تھا جس کی وجہ سے ایک روایت کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام اکثر اپنے منہ پر نقاب ڈالے رہتے تھے تاکہ غیر عورتوں کی بد نگاہی سے محفوظ رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کی بد نگاہی، بد نگاہ کو تو متاثر کرتی ہی ہے لیکن نیک انسان پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ خواتین کے پردے کے حکم میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ وہ بد نگاہی سے محفوظ ہیں۔۔۔۔۔۔ ان کا حسن و جمال، عفت و عصمت بھی محفوظ رہیں، خود بھی محفوظ رہیں اور دوسرے بھی محفوظ رہیں۔

۶

آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسا حسین و جمیل انسان جب کسی کے سامنے آیا ہوگا تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی۔۔۔۔۔۔ عزیز مصر عورتوں سے رغبت نہ رکھتا تھا اس کی بیوی زلیخا (راعیل) نے آپ کے دل کو لبھایا مگر آپ نے شباب و جوانی اور تہائی کے باوجود اس کی طرف ایک آن نہ دیکھا، خدا کی پناہ مانگی اور اللہ کے حکم سے خود کو محفوظ رکھا اور اپنے کردار کی عظمت سے دنیا کے نوجوانوں کو ایک عظیم سبق عطا فرمایا۔

وَرَأَوْ دَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَ غَلَقَتِ الْبُوابَ وَقَالَتْ
هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَاىِٕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظالمونَ ○ ۲۷

(ترجمہ) اور جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپنا نہ رو کے اور

اس کی جس نے تیری بیوی سے بدی چاہی؟----- اس کو توقید کیا جائے یا دکھ کی مار ماری جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ الزام قبول کرنے سے انکار فرمایا مگر وزیر اعظم کی بیگم کے سامنے غلام کی بات کون سنتا،-----

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اس الزام سے اپنی برات کی بات کی تو وزیر اعظم مصر نے پوچھا کہ کس طرح یقین کر لیا جائے تم خطا کار نہیں ہو، آپ نے فرمایا کہ ”یہ چار ماہ کا بچہ جو جھولے میں لیٹا ہوا ہے یہ میری عصمت کی گواہی دے گا“ وزیر اعظم نے کہا کہ ”تم مذاق کر رہے ہو“ آپ نے فرمایا پوچھ کے دیکھ لو ”اللہ قادر ہے کہ وہ اس کو بات کرنے والا بنادے اور یہ میری بے گناہی کی گواہی دے دے“ وزیر اعظم مصر نے بچے سے پوچھا تو وہ فوراً بول اٹھا

قَالَ هِيَ رَأَوَدَ تَنِي عَنْ نَفْسِي وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا
 إِنَّ كَانَ قَمِيصُهُ قَدْ مِّنْ قَبْلِ فَصَدَقْتُ وَ هُوَ مِّنْ
 الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَ اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قَدْ مِّنْ دُبْرِ فَكَذَبْتُ وَ هُوَ
 مِّنِ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاقَمِيصُهُ قَدْ مِّنْ دُبْرِ قَالَ اِنَّهُ مِّنْ
 كَيْدِ كُنٍّ اِنَّ كَيْدَ كُنٍّ عَظِيْمٌ ۝ يُّوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا
 وَ اسْتَغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِكِ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخٰطِيْنَ ۝ ۳۰

(ترجمہ) (یوسف نے) کہا اس نے مجھ کو لہرایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی، اگر ان کا کرتا آگے سے چرا ہوا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے، پھر جب عزیز مصر نے اس کا کرتا پیچھے سے چرا ہوا دیکھا، بولا یہ تم عورتوں کا چرتے بے بیشک تمہارا چرتے بڑا ہے۔ (پھر یوسف سے کہا) تم اس کا خیال نہ کرو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بیشک تو خطا کاروں میں ہے۔

----- سننے والے حیران رہ گئے۔----- حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم

کفریوں نے کلمہ پڑھا اور بھیڑیے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔۔۔۔۔۔۔۔
 ماہی ایک معجزہ حضرت مریم علیہ السلام کے لئے ظاہر ہوا حضرت عیسیٰ نے گوارے میں حضرت مریم
 علیہ السلام کی عصمت کی گواہی دی اور مستقبل میں ہونے والی بہت سی باتوں سے پردہ اٹھایا۔^{۳۱}

تعالیٰ اپنے پیاروں کی شان دکھانے کے لئے ایسے ہی معجزات دکھاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم
 علیہ السلام جس پتھر پر کھڑے خانہ کعبہ کی تعمیر فرما رہے تھے، وہ پتھر جدھر آپ جاتے آپ کے ساتھ
 تھ چلتا۔ اوپر، نیچے، دائیں، بائیں،۔۔۔۔۔۔۔۔ آج وہ پتھر باب کعبہ کے سامنے یادگار
 ہے۔^{۳۲} حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو چشمے پھوٹ نکلے۔^{۳۳} دریا میں عصا
 اتو دائیں بائیں پانی کھڑا ہو گیا شاہراہ بن گئی۔^{۳۴} اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے ساتھ
 تھ چلتے چلے گئے، فرعون اور اس کا لشکر ڈوب گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پیر مارا تو
 بن سے ٹھنڈا میٹھا پانی ابل پڑا، پانی پیا اور نمائے توبرسوں کا مرض جاتا رہا۔^{۳۵} صحت مند و تندرست
 گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کر دیا، اندھوں کو بینا کر دیا، اور لاعلاج
 یضوں کو اچھا کر دیا۔ مٹی کے پرند پر پھونک ماری تو دوڑتے چلے۔^{۳۶} اللہ اکبر!۔۔۔۔۔۔۔۔ ان عجائبات
 معجزات کے ظہور کے لئے اپنے پیاروں کا انتخاب کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ پیاروں کی بات بہت اونچی
 ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ پیاروں کی بات اونچی کرے اور ہم نیچی کریں کیسی بد بختی اور بد نصیبی ہے!
 اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں بڑے سے بڑا بھی کوئی گواہی دیتا تو کون مانتا، پھر
 بارشہ دار آتا بھی کہاں سے جو وزیر اعظم کی بیگم کے خلاف غلام کے حق میں گواہی دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔
 وزیر اعظم کی بیگم کی تھی کسی عام عورت کی نہ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ
 السلام کے حق میں گواہی دی زلیخا کے ماموں کا چار ماہ کا شیر خوار لڑکا تھا جو شاید پرورش کے لئے زلیخا نے لے
 یا ہو گا کہ اس کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی، شادی کے بعد عورتوں میں بالعموم اولاد کی شدید خواہش پیدا ہو جاتی
 ہے۔ کیونکہ عزیز مصر قوت سے محروم تھا اس لئے آئندہ بھی اولاد کی کوئی امید نہ تھی، بچہ سے دو کیل بھی
 ہو گئی، گھر میں بھی رونق ہو گئی۔ یہی بچہ تھا جو معجزانہ طور پر بول اٹھا اور زلیخا کا منہ بند ہو گیا۔

مَتَّكَأَ وَ أَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ
عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ
حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ ۳۸

(ترجمہ) تو جب زلیخا نے ان کا چرچا سنا تو ان عورتوں کو بلا بھیجا، اور ان کے لیے
مسدیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی اور یوسف سے کہا ان کے
سامنے چلے جاؤ، جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی خوب تعریف کی اور
(مہسوت ہو کر پھلوں کے بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور کہنے لگیں اللہ کے لیے
پاک ہے، یہ آدمی نہیں یہ تو ایک معزز فرشتہ ہے۔

قَالَتْ فَذَلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنِنِي فِيهِ ۚ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَنِ
نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۚ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا أَمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ
وَلَيَكُونَنَا مِنَ الصَّغِيرِينَ ۝ ۳۹

(ترجمہ) زلیخا نے عورتوں سے کہا کہ یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ
دیتی تھیں اور بیشک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچایا اور
بیشک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں
گے۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زرق برق کپڑوں میں ان بیگمات کو ایک آن نہ
دیکھا، نیچے نظریں کئے کھڑے رہے، اس حیرت انگیز شرم و حیاء نے بیگمات کو اور حیرت
میں ڈال دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام حسن و خوبصورتی میں تو فرشتہ معلوم ہو ہی رہے
تھے مگر عفت و عصمت میں بھی آپ فرشتوں سے بڑھ کر نکلے، آپ نے خواتین پر اپنی پاک
دامنی کا ایسا سکہ بٹھایا کہ ان کو زندگی بھر یاد رہا۔

زلیخا کی دعوت اور بیگمات کی حرکتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کا معاشرہ کچھ ہمارے ہی معاشرے سے ملتا جلتا تھا جس کو اعلیٰ ترین طبقہ کہا جاتا ہے اس طبقہ میں خواتین کے کر توت کچھ ایسے ہی سننے میں آتے ہیں چند سال پہلے جب پاکستان میں زنا کے لیے شرعی حدود نافذ کرنے کی باتیں ہونے لگیں تو ایک نواب صاحب کی بیگم نے پیساختہ فرمایا کہ اس طرح تو اعلیٰ طبقہ کی بہت سی خواتین رسوا ہو جائیں گی۔۔۔۔۔۔۔۔ شاید مصر میں بھی اس طرح کا معاشرہ ہو گا مگر کچھ حیا بھی تھی شاید اسی لیے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید خانے میں ڈالا گیا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت گناہ قبول کرنے کے بجائے قید خانے کو پسند کیا اور دعا فرمائی :

قَالَ رَبِّ السِّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلَّا
تَصْرِفَ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ
الْجَاهِلِينَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ۴۰

(ترجمہ) یوسف نے عرض کی اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان ہوں گا

۷

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سن لی اور ان عورتوں کے مکر سے آپ کو محفوظ رکھا۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام قید خانے میں داخل ہوئے تو وہاں آپ کو دو قیدی ملے یونا اور مجلت ایک مصر کے بادشاہ ریان بن ولید بن عملیقی کے باورچی خوانے کا مہتمم تھا اور دوسرا

بادشاہ کا ساتھی دونوں پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی اس جرم کی پاداش میں یہ دونوں قید کئے گئے۔۔۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک قیدی نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں وہاں ایک انگور کی بیل میں تین رس بھرے خوشے لگے ہیں، بادشاہ کا جام ہاتھ میں ہے اور وہ ان خوشوں سے رس نچوڑ رہا ہے اور دوسرے قیدی نے دیکھا کہ اس کے سر پر کچھ روٹیاں ہیں، جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرِنِي
أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرِنِي أَحْمِلُ فَوْقَ
رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا
نَرُكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۴۱

(ترجمہ) اور اس کے ساتھ قید خانے میں دو جوان داخل ہوئے، ان میں ایک بولا کہ میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے کچھ پرندے کھاتے ہیں، ہمیں اس کی تعبیر بتائیے، بیشک ہم آپ کو نیکو کار دیکھتے ہیں۔

ان دونوں قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے اپنے خواب سنائے اور تعبیر کے لیے آپ کی طرف رجوع کیا، کافر و مشرک قیدیوں نے جب خواب کی تعبیر کے لیے آپ سے رجوع کیا تو آپ نے ان کی رغبت دیکھ کر فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے مستقبل تو مستقبل ابھی ابھی ہونے والی باتیں تمہیں بتاتا ہوں ہوں کون تمہارے لیے کھانا لائے گا، کیا کھانا لائے گا اور کب کھانا لائے گا۔

قَالَ لَا يَا تَيْكُمَا طَعَامٌ تَرَزُقْنِهِ إِلَّا نَبَأُ تَكُمَا بِتَأْوِيلِهِ
قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكَ مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۴۲

(ترجمہ) یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے، وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بتاؤں گا، یہ ان علموں میں سے جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

قرآن حکیم ایسی سچی باتیں بھی پیش کرتا ہے جو عقل کے دائرے سے بہت بلند ہیں، ان کا ایک مقصد عقل کی بے بسی دکھانا اور وحی کی قدر و قیمت جتانا بھی ہے، جس کی طرف مشرق کے مشہور فلسفی ڈاکٹر اقبال نے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے :-

عقل بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
راہ بر ہو ظن و تخمین تو زیوں کار حیات
فکر بے نور ترا جذب عمل بے بنیاد
سخت مشکل ہے کہ روشن ہو شب تاریک حیات
خوب و ناخوب عمل کی ہو گرہ، و اکیوں کر؟
گر حیات آپ نہ ہو شارح اسرار حیات ۴۳

یہ اس لیے فرمایا کہ آگے چل کر جو کچھ مستقبل کے بارے میں بتایا جائے تو وہ اس میں شک و تردد نہ کریں۔۔۔۔۔۔۔ بعض حضرات انبیاء علیہ السلام کے علوم غیبیہ کا انکار کرتے ہیں اس لیے کہ یہ علوم اللہ نے عطا فرمائے ہیں، علم غیب وہ علم ہے جس میں سارے علوم و فنون شامل ہیں جب ہم ایک علم و فن کے عالم کو بہت بڑا عالم اور اپنا استاد تسلیم کرتے ہیں اور کوئی سرکش و احمق طالب علم یہ نہیں کہتا، یہ تو عالم نہیں ہیں ان کو تو ان کے استاد نے پڑھایا ہے یہ تو کچھ نہ جانتے تھے، تو پھر علم غیب کے بارے میں یہ کہہ کر انبیاء علیہم السلام کی تحقیر و تذلیل کرنا کہ ان کو اللہ نے پڑھایا ہے خود بخود تو آیا نہیں، صرف نفس کی شرارت ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اللہ نے ان کو پڑھایا ہے، ہم اپنے لائق استادوں پر فخر کرتے ہیں تو پھر ان پر کیوں نہ فخر کیا جائے جن کو اللہ نے پڑھایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو عقل سلیم عطا فرمائے اور

نفس کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سچ فرمایا:

وَمَا أُبْرِي نَفْسِي إِنْ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا

مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۴۴

(ترجمہ) اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا، بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم

دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے، بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان

ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت کے ظہور کے لیے اپنے پیاروں کو انتخاب فرمایا، کسی مغضوب و مردود کے ذریعے اپنی قدرت کا اظہار نہ فرمایا، خوب غور فرمائیں اور دل سے پوچھیں وہ کیا کہتا ہے یہ نکتہ اہل علم و انصاف کے لیے قابل غور و فکر ہے کافر و مشرک قیدیوں نے جب خواب کی تعبیر کے لیے آپ سے رجوع کیا تو آپ نے ان کی رغبت دیکھ کر تصور توحید پر گفتگو فرمائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس سے یہ نکتہ ملتا ہے کہ کافر و مشرک اور بد عقیدہ جب کسی عالم و عارف کی طرف متوجہ ہو تو ان کو ان سے بیزار نہ ہونا چاہئے بلکہ ان کی رغبت سے فائدہ اٹھا کر ان کو دین کی تبلیغ کرنا چاہئے، اس کو ہدایت کا راستہ دیکھنا چاہئے، حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک طرف یہ نہ چاہا کہ وہ قیدی کفر کی حالت میں سولی پر چڑھایا جائے اس لیے اسلام کی دعوت دی، دوسری طرف دربار شاہی کے ساتھی کو اسلام کی دعوت دے کر دربار میں تبلیغ و اسلام کا راستہ کھولا تاکہ وہ ساتھی درباریوں کو دین اسلام کی دعوت دے اور آپ کی پیاری پیاری باتیں درباریوں کو بتائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے توحید پر دلپذیر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

هُم كُفْرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي ابْرَاهِيمَ وَاسْحَقَ وَ

يَعْقُوبُ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ
 فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ
 لَا يَشْكُرُونَ ○ يُصَاحِبِي السِّجْنِ عَزَابُ مُتَفَرِّقُونَ
 خَيْرٌ أَمْ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ
 إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
 بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمْرًا لَا تَعْبُدُوا إِلَّا
 إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
 يَعْلَمُونَ ۴۵۰

(ترجمہ)۔ میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہ لائے اور آخرت کے
 منکر ہیں۔ میں نے اپنے باپ دادا، ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب کا دین اختیار کیا۔
 ہمیں ذیب نہیں دیتا کہ غیر اللہ کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں ہم پر اور سب لوگوں پر
 اللہ کا فضل ہے مگر ہم میں سے بہت سے لوگ شکر ہی ادا نہیں کرتے اے قید
 خانے کے میرے دونوں ساتھیو! یہ تو بتاؤ، کیا الگ الگ پروردگار اچھے یا ایک اللہ
 جو سب پر غالب ہے؟۔ تم جن بتوں کو پوجتے ہو ان کی کوئی حقیقت ہی نہیں، وہ
 تو نرے نام ہی نام ہیں۔ یہ بت تو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے ہیں،
 کیا اپنے ہاتھ سے بنائیں ہوئے بت بھی پوجنے کے لائق ہیں؟۔ اللہ نے ان بتوں
 کی کوئی سند نہیں اتاری۔ بات یہ ہے کہ حکم تو اللہ ہی کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے
 کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو، یہ سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے،۔
 اس تقریر کے بعد آپ نے دونوں قیدیوں کو خواب کی تعبیر بتائی اور فرمایا:۔

يُصَاحِبِي السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمْ فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَ

أَمَّا الْآخِرُ فَيُصَلَّبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۝۴۶۰

مُرُّ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ۝۴۶۰

(ترجمہ) اے قید خانوں کے دونوں ساتھیو! تم میں ایک تو بادشاہ کو شراب پلائے

گارھا دوسرا تو وہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر کھائیں گے،

جب آپ خواب کی تعبیر بتا چکے تو انہوں نے کہا ہم تو مذاق کر رہے تھے، آپ نے فرمایا

کہ فیصلہ ہو چکا، جو ہم نے کہہ دیا ہو کر رہے گا۔ اللہ اکبر۔ گویا کہ مستقبل کا مشاہدہ فرما رہے تھے

اور زمانہ سمٹ کر آپ کے سامنے کر دیا گیا تھا ممکن ہے کہ وہ مذاق ہی کر رہے ہوں مگر کالمیلین

کے منہ سے جو بات نکل جاتی ہے وہ ہو کر رہتی ہے کہ تائید الہی شامل حال ہوتی ہے، کالمیلین کو

بلکہ نہ سمجھنا چاہئے اور ان سے مذاق نہ کرنا چاہئے۔

۸

بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا جب قیدی رہا ہو کر بادشاہ کے دربار میں جانے لگا تو حضرت

یوسف علیہ السلام نے قیدی سے کہا جب بادشاہ کے پاس جاؤ تو موقع دیکھ کر ہمارا بھی ذکر

کر دینا کہ ایک نیک کردار اور شریف النفس آدمی کو ظلماً قید میں ڈال رکھا ہے، قیدیوں کے

ساتھ آپ کے حسن سلوک نے بھی قیدیوں میں آپ کو معزز و محترم بنا دیا تھا۔

وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ

فَأَنسَهُ الشَّيْطَانُ ذَكَرَ رَبَّهُ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

سِنِينَ ۝۴۷

(ترجمہ) یوسف نے ان دونوں میں سے جسے سچا سمجھا اس سے کہا کہ اپنے رب

(بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ)

کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی برس اور جیل خانے میں رہا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کا کسی غیر کی طرف متوجہ ہونا اچھا نہیں معلوم ہوا۔ جو اس کا ہو گیا پھر غیر سے اس کو کیا کام؟۔ معالم التنزیل میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رب کریم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا کہ،، جب غیر کی طرف توجہ کی ہے تو ابھی اور ہم تم کو کچھ مدت قید رکھیں گے،، حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا،، رب کریم مجھ سے راضی تو ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔،، راضی ہے،،۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا،، پھر کوئی پرواہ نہیں،، خدا کی شان وہ قیدی ذکر کرنا بھول گیا، حضرت یوسف علیہ السلام ۵ برس تو پہلے ہی قید میں رہے تھے سات برس اور گزر گئے پھر اس قیدی کو یاد آیا اور اس نے بادشاہ سے آپ کا ذکر کیا جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قید سے نکالنا منظور ہوا تو شاہ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا اور اس نے ملک کے ساحروں اور کاہنوں کو خواب کی تعبیر بتانے کے لیے جمع کیا، انہوں نے کہا یہ پریشان خیالیاں ہیں اور ہمیں تو خواب کی تعبیر بتانی نہیں آتی۔۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ قیدی بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھ چکا تھا اور وہ بالکل سچ ثابت ہوئی تو اب اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کا یاد دلانا یاد آیا اور اس نے موقع پا کر آپ کا ذکر کیا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ وَ سَبْعٌ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٌ وَأَخْرَيْبِسٌ يَأْكُلُ
يُهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُعْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّعْيَا
تَعْبُرُونَ ۝ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَ

النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ (۴۹۰) (۱)

(ترجمہ) (جب وہ جوان یوسف کے پاس آیا تو بولا) اے سچے یوسف! ہمیں تعبیر بتائیے سات موٹی گائیوں کی جنہیں سات دہلی کھاتی ہیں اور ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی۔ آپ (تعبیر بتائیں گے تو) شاید میں ان لوگوں کے پاس واپس جاؤں اور ان کو تعبیر معلوم ہو۔ (یوسف نے) کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار تو جو کاٹو تو اسے اس کی بال میں رھنے دو مگر تھوڑا (نکال لو) جتنا کھا سکو۔ پھر اس کے بعد سات کرے برس آئیں گے کہ (سب لوگ) کھا جائیں گے جو ان کے لیے پہلے جمع کر رکھا تھا، مگر تھوڑا جو بچا لو پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں بارشیں ہوں گی اور اس میں (لوگ) نچوڑیں گے (یعنی خوب بہا آئے گی)۔

قیدی نے جا کر یہ تعبیر بتائی تو بادشاہ کے دل کو لگی اور تعبیر ہی سے اس نے آپ کی خداداد زکاوت و ذہانت کا اندازہ لگا لیا، فوراً رہائی کا حکم جاری کیا اور قیدی کو واپس قید خانے بھیجا اور دربار آنے کی دعوت دی۔

لیکن چونکہ سات برس پہلے زلیخا اور بیگمات کا حادثہ پیش آچکا تھا اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام نے دربار میں آنے سے پہلے اس واقعہ کی صفائی چاہی تاکہ سب پر کھل جائے کہ غلط الزام لگا کر آپ کو قید کیا گیا تھا اور آپ کا دامن صاف تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ منصب نبوت و رسالت پر فائز ہو چکے تھے اس لیے آپ نے صفائی چاہی تاکہ کار تبلیغ متاثر نہ ہو اور سب کو معلوم ہو جائے کہ آپ کا دامن بے داغ ہے، کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اور مستقل راستہ سیدھا اور صاف ہو جائے اس سے آپ کے کمال تدبیر کا اندازہ ہوتا ہے۔

چنانچہ بادشاہ نے تمام عورتوں کو دربار میں جمع کیا اور ان سے اس واقعہ کے بارے میں باز

پرس کی جس کو بارہ برس گزر چکے تھے ذولینح اور ساری بیگمات دربار میں موجود تھیں، عجب منظر تھا سب نے کہا کہ ہم ہی قصور وار تھے یوسف کا دامن پاک تھا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ
 ارْجِعْ اِلَى رَبِّكَ فَسْئَلُهُ مَا بِالْاِنْسُوَةِ الَّتِي قَطَعْنَ
 اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُمْ
 اِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا
 عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ۝ قَالَتْ اُمْرَاَتُ الْعَزِيْزِ اَلُنَّ
 حَاصِصَ الْحَقِّ اَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
 الصّٰدِقِيْنَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخْنُهٗ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ
 اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخٰٓئِنِيْنَ ۝ ۴۹ (ب)

(ترجمہ) اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لاؤ۔ تو جب یوسف کے پاس ایلچی آیا (اور) بادشاہ کی طرف سے دعوت دی (تو) یوسف علیہ السلام نے کہا، کہ اپنے رب (بادشاہ) کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے؟۔ بے شک میرا رب ان کے فریب جانتا ہے۔ (بادشاہ نے ان عورتوں کو بلایا اور) کہا کہ تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا دل لہانا چاہا؟۔ یولیس اللہ کو پاکی ہے، ہم نے ان میں کوئی برائی نہ پائی۔ عزیز مصر کی عورت بولی، اب اصل بات کھل گئی میں نے ان کا جی لہانا چاہا تھا اور وہ بے شک سچے ہیں۔ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی اس صبر و تحمل کی (کہ معاملہ کی صفائی تک قید میں رہنا پسند فرمایا) تعریف کرتے ہوئے ازراہ خوش طبعی فرمایا:۔

اس موقع پر اگر میں ہوتا تو بادشاہ کے قاصد کے ساتھ شاید فوراً چلا جاتا اور عورتوں کے مکر و فریب کی صفائی تک قید خانے میں نہ رہتا، اس میں ایک راز یہ بھی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف عفو در گزر کی تھی کیوں کہ رب کریم نے آپ کو ہدایت کی تھی خدا العفو (در گزر کی عادت ڈالو!) آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے عمل سے ان کا دامن توبے داغ ہو گیا لیکن سر دربار نہ صرف زلیخا بلکہ دوسری مصری عورتوں کو بھی اقبال جرم کرنا پڑا اور ندامت اٹھانی پڑی، یہ بات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج عالی کے خلاف تھی، آپ تو دوسروں کیلئے خود تکلیف اٹھانا پسند فرماتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے الزام سے بری ہوئے بغیر بادشاہ کے دربار میں جانے سے پہلے ایک طرف تو یہ بتایا کہ تقویٰ کے مقابلہ میں جاہ حشمت کی آپ کی نظر میں کوئی اہمیت نہ تھی دوسری طرف یہ اشارہ ملتا ہے کہ مجرم تو مجرم اگر کسی پر جھوٹا الزام بھی ہو تو اس کو الزام سے بری ہوئے بغیر کوئی اہم منصب قبول نہیں کرنا چاہیے، بادشاہ ہو، وزیر ہو، امیر ہو، اس کا کردار بے داغ ہونا چاہئے ورنہ وہ کسی منصب کے لائق نہیں ہمارے معاشرے میں زانی، شرابی، قاتل، ظالم، خائن، بد کردار، اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے ہیں، یہ لوگ وہ کام کر نہیں سکتے جو ایک نیک کردار انسان کر سکتا ہے۔ اعلیٰ عہدوں کے لیے نیکی اور پاکی بہت ضروری ہے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهٖ اَسْتَحْلِصُهٗ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي

عَلٰى خَزَايِنِ الْاَرْضِ اِنِّي حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ ۵۰

(ترجمہ) اور بادشاہ بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے لیے چن

لوں۔ پھر یوسف سے بات کی تو کہا بے شک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں

یوسف نے کہا، مجھے زمین کے خزانوں پر لگا دیں، بے شک میں حفاظت والا، علم والا ہوں۔

انسان اپنے حال سے سب سے زیادہ باخبر ہے اس لیے دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اس منصب کو خلوص دل سے قبول کیا جائے جس کو بخوبی نباہ سکتا ہو اور وہ بھی جب کوئی منصب پیش کیا جائے، لائق اور قابل نہ ہوتے ہوئے کسی منصب کی خواہش ظاہر کرنا خیانت اور بددیانتی ہے خصوصاً جبکہ کوئی پیشکش بھی نہ ہو، اور جائز و ناجائز طریقوں سے اس کے لیے کوشش کرنا سر اسر حرام ہے۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے پوچھنے پر منصب کی اس وقت خواہش کی جب ان کو یقین تھا کہ وہ اس منصب کو بخوبی نباہ سکتے ہیں، آپ نے عمدہ طلب نہیں فرمایا، بادشاہ کے پوچھنے پر اپنی پسند کا شعبہ ضرور بتایا اس سے آپ کے کمال دیانت کا اندازہ ہوتا ہے اور ان میں شک نہیں کہ آپ نے ثابت کر دیا کہ شام و مصر میں کوئی آپ جیسا قابل و لائق نہ تھا۔

س۔ المختصر حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عمل سے دور جدید کی -Appointing Authorities کو بتایا کہ اگر کسی کو اہم منصب پر فائز کرنا ہو تو پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ وہ لائق ہے یا نہیں، خائن تو نہیں؟ کیونکہ خائن امانت داری کا حق ادا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔ ساری ابتری خائن کی خیانت سے ہوتی ہے اور خیانت کا تصور بہت ہی وسیع ہے۔۔۔۔۔۔۔ آنکھ کی خیانت، زبان کی خیانت، خیال کی خیانت، اختیار کی خیانت، مال کی خیانت، جان کی خیانت، وغیرہ وغیرہ

----- ” یہ میرے بھائی کی زبان ہے، “----- بادشاہ نہ عربی سمجھ سکا، نہ
عبرانی، باوجودیکہ وہ سترہ زبانیں جانتا تھا----- پھر جس زبان میں اس نے گفتگو کی آپ
نے اسی زبان میں اس کو جواب دیا----- اس وقت آپ کی عمر شریف تقریباً
۳۶، ۳۷ سال کی ہوگی----- یہ وسعت علم دیکھ کر بادشاہ حیران ہو اور اس نے آپ
کو تخت شاہی پر اپنے برابر جگہ دی----- آپ نے بادشاہ کے خواب کی تفصیل بھی بیان
کر دی، حالانکہ آپ کے سامنے خواب مجملاً بیان کیا گیا تھا----- بادشاہ نے کہا کہ
خواب تو عجیب ہے مگر آپ کا اس کی تفصیل بتانا عجیب تر ہے----- بادشاہ نے جو خواب
دیکھا تھا اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے----- پھر بادشاہ نے خواب کی تعبیر بتانے کی
درخواست کی تو آپ نے فرمایا :-

” لازم یہ ہے کہ غلہ جمع کیا جائے اور ان فراخی کے سات سالوں میں کثرت
سے کاشت کرائی جائے----- اس غلہ کو معہ بالوں کے محفوظ رکھا
جائے، رعایا کی پیداوار میں سے خمس لیا جائے، اس سے جو جمع ہو گا وہ مصر
اور مصر کے باہر کے باشندوں کے لیے کافی ہوگا، پھر خلق خدا آپ کے پاس
غلہ خریدنے آئے گی اور آپ کے ہاں اتنے خزانے جمع ہونگے جو آپ سے
پہلوں کے لیے جمع نہیں ہوئے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ جن سالوں میں قحط
کا یقین ہے ان کے لیے آس پڑوس یا دور دراز ممالک سے غلے یا قرضوں کا انتظام کیا
جائے----- آپ نے خارجی انتظام کے مقابلے میں داخلی انتظام کو ترجیح دی، خوشحالی
کے سالوں میں خوب کاشت کا حکم دیا، ہم خوشحالی میں بے خبر رہتے ہیں۔ بد حالی میں ہوشیار
ہوتے ہیں----- آدمی بھی موجود، زمین بھی موجود، پانی بھی موجود، سب نعمتوں کو

ہم سرخ فیتے کی نظر کر دیتے ہیں اور اسی کی چکی میں سب کو پیتے رہتے ہیں ہم نے حقیقتوں کو فسانوں میں گم کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ○

ہمیں حضرت یوسف علیہ السلام کی اقتصادی حکمت عملی سے سبق لینا چاہئے۔

اسلام میں شدید مجبوری کے سوا قرض لینے کی سخت ممانعت ہے، خصوصاً سودی قرضہ کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ طلب و سوال سے انسان کی داخلی اور خارجی قوتیں مضحمل ہو کر مردہ ہو جاتی ہیں اور وہ نکما ہوتا چلا جاتا ہے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں،، ۵۱۔

غور فرمائیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی غیریت و حمیت کا سبق سکھایا ہے جب افراد با غیرت ہونگے تو قوم بھی با غیرت ہوگی، دنیا میں عزت و عظمت با غیرت قوموں ہی کے لیے ہے۔

ہندوستان کے مشہور بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی سے اپنے مرشد کریم مشہور و معروف بزرگ بابا فرید الدین گنج شکر کے پاس پاک پٹن شریف (پاکستان) حاضر ہوئے، ایک روز مرشد نے مرید سے دال پکوائی، گھر میں نمک نہ تھا مگر جب مرشد کے سامنے دال پیش کی گئی تو اس میں نمک تھا، آپ نے مرید سے پوچھا کہ نمک کہاں سے آیا؟ -----
مرید نے عرض کیا، بیٹے سے مانگ کر ڈال دیا۔----- بابا فرید الدین گنج شکر نے جو کچھ فرمایا وہ اب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا :-

”فقیر مر جاتا ہے مگر کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا،،----- اللہ اکبر-----

اگر غیرت پیدا ہو جائے تو انسان زندہ ہو جاتا ہے----- غیرت نہ ہو تو زندہ بھی مردہ ہے----- غیرت کی تربیت ہر مرئی پر فرض ہے----- ایک مرتبہ مانگنے کی عادت ہو جائے تو کبھی نہیں چھٹی اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری

بادتوں کو سنوارا اور مانگنے اور سوال کرنے سے منع فرمایا۔

بہر حال عرض یہ کر رہا تھا کہ جب بادشاہ کو آپ نے خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ نے کہا پ سے زیادہ اس کا اور کون مستحق ہو سکتا ہے؟ ----- چنانچہ اس نے وزیر اعظم مصر کو معطل کر کے ملک کے خزانوں کا آپ کو مالک بنا دیا۔

وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُونَ مِنْهَا حَيْثُ
يَشَاءُ نُنْصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ وَلَا نُضِيعُ أَجْرًا
لِمُحْسِنِينَ ○ وَلَا جُزْءَ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَ
كَانُوا يَتَّقُونَ ٥٢

(ترجمہ) اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی اس میں جہاں چاہے رہے، اور ہم اپنی صحبت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا رنگ ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا تو اب ان کے لئے بہتر جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

وزیر اعظم کو شاید اس لئے معزول کیا گیا کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی زلیخا کی آن کی خاطر برسوں قید خانہ میں رکھا حالانکہ شیر خوار بچے کی نواہی سے اس کو بالکل یقین ہو گیا تھا کہ آپ بے گناہ ہیں لیکن چونکہ آپ غلام تھے اس لئے بے گناہ ہوتے ہوئے بھی آپ ظلم کا شکار ہوئے ----- اس جدید دنیا میں بھی ہزاروں لاکھوں اس قسم کے مظالم کا شکار ہوتے رہتے ہیں ----- ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قحط کے ابتدائی سات سالوں کے اندر ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی شاندار کارکردگی سے متاثر ہو کر بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دربار شاہی میں بلایا، آپ کی تاج پوشی کی، تلوار اور مہر آپ کے سامنے پیش کی آپ کے سر پر تاج رکھا، اور آپ کو جواہرات سے مہر صبح، طلائی تخت شاہی، پر تخت نشین کیا، اپنا ملک آپ کے سپرد کیا اور خود آپ کی رعیت

میں شامل ہو گیا، اللہ اکبر!----- بادشاہ، آپ کے رائے میں کبھی دخل نہ دیتا اور آپ کے ہر حکم کو مانتا۔ اسی زمانہ میں وزیر اعظم مصر قطفیر مصری کا انتقال ہو گیا، بادشاہ نے وزیر اعظم کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، اب حضرت زلیخا پستیوں سے نکل کر بلند یوں تک پہنچ چکی تھیں اور حضرت یوسف کے حرم میں داخل ہو کر اللہ کے نبی کی رفیقہ حیات بن چکی تھیں :-

گاہ خیلہ می برد، گاہہ زور میخند

عشق کی ابتداء عجب، عشق کی انتہا عجب

حضرت زلیخا سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے ہوئے، افراسیم اور میشا-----

۱۰

مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکومت مضبوط ہوئی آپ نے عدل کی بنیادیں قائم کیں، ہر مرد و زن کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوئی اور آپ نے قحط کے ایام میں غلہ جمع کرنے کی تدبیر فرمائی، اس کے لیے بڑی عالی شان انبار خانے تعمیر فرمائے اور کثیر ذخائر جمع کئے جب فراخی کے سال گزر گئے اور قحط کا زمانہ آیا تو آپ نے بادشاہ اور اس کے خدام کے لیے روزانہ ایک وقت کا کھانا مقبرر فرمایا----- ایک روز دوپہر میں بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے بھوک کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ابھی تو یہ قحط کی ابتدا کا وقت ہے----- پہلے سال جو لوگوں کے پاس ذخیرے تھے ختم ہو گئے، بازار خالی ہو گئے۔ اہل مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے جنس خریدنے لگے اور ان کے تمام درہم و دینار آپ کے پاس آگئے----- دوسرے سال لوگوں نے زیورات و جواہرات دے کر غلہ خریدا اور وہ تمام زرد جواہر آپ کے پاس آگئے، کسی کے پاس کسی قسم کا زیور اور جواہرات نہ

رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تیسرے سال لوگوں نے چوپائے اور جانور دے کر غلہ خریدا اور ملک میں کوئی کسی جانور کا مالک نہ رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چوتھے سال میں غلہ کے لیے لوگوں نے غلام اور باندیاں بیچ ڈالیں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پانچویں سال تمام اراضی اور جاگیریں فروخت کر کے آپ سے غلہ خریدا،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس طرح سے تمام چیزیں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چھٹے سال جب کچھ نہ رہا تو لوگوں نے اپنی املاک بیچیں اور غلہ خریدا کر وقت گزارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساتویں سال وہ لوگ خود بک گئے اور غلام بن گئے اور مصر میں کوئی آزاد مرد و عورت باقی نہ رہا، جو مرد تھا وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام تھا اور جو عورت تھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کنیز تھی اور لوگوں کی زبان پر تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جلالت و عظمت کسی بادشاہ کو میسر نہ آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا کہ اللہ کا مجھ پر کیسا کرم ہے اس نے مجھ پر ایسا عظیم احسان فرمایا یعنی اہل مصر کی تمام اموال، املاک اور جاگیریں آپ کے قبضے میں آگئیں اور تمام مصر والوں کو آپ کا غلام بنا دیا تاکہ کوئی مصری یہ نہ کہہ سکے آپ تو ہمارے غلام تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے پوچھا کہ ان لوگوں کے حق میں تمہاری کیا رائے ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، جو آپ کی رائے ہے وہ میری رائے ہے، ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ نے جو کچھ فرمایا وہ اب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے فرمایا:-

،، میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور آپ کو گواہ کرتا ہوں میں نے تمام اہل

مصر کو آزاد کیا اور ان کی تمام املاک اور کل جاگیریں واپس

کیں،،۔ (اللہ اکبر!)

حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دریادلی سے آپ کی حقیقی عظمت و شوکت کا اندازہ

کا دور رہا، حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر شریف ۴۲، ۴۳ سال کی ہو چکی ہوگی جب یہ بھائی غلہ لینے مصر آئے، ----- مصری خریدار کے ہاتھوں غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے والے بھائیوں کو یہ وہم و گمان تک نہ تھا جس بھائی کو غلام بنا کر بیچا گیا تھا وہ اب آقاؤں کا آقا بن چکا ہے ----- سارا مصر اس کا غلام بن چکا ہے اور وہ تخت سلطنت پر شاہانہ انداز کے ساتھ جلوہ افروز ہے اس لئے انہوں نے آپ کو نہ پہنچانا اور آپ سے عبرانی زبان میں گفتگو کی، آپ نے بھی اسی زبان میں جواب دیا ----- آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ ----- انہوں نے عرض کیا ----- ہم شام کے رہنے والے ہیں جس مصیبت میں دنیا مبتلا ہے اس مصیبت میں ہم بھی مبتلا ہیں آپ سے غلہ خریدنے آئے ہیں ----- حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ----- تم جاسوس تو نہیں ہو ----- انہوں نے کہا ----- ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں، جاسوس نہیں، ہم سب بھائی ہیں، ایک باپ کی اولاد ہیں ہمارے والد بہت بزرگ اور معمر ہیں، ان کا نام یعقوب (علیہ السلام) ہے، وہ اللہ کے نبی ہیں ----- آپ نے فرمایا تم کتنے بھائی ہو؟ ----- کہنے لگے، ----- ہیں تو ہم بارہ بھائی مگر ہمارا ایک بھائی ہمارے سامنے جنگل گیا تھا، ہلاک ہو گیا اور وہ والد صاحب کو ہم سے زیادہ پیارا تھا، فرمایا اب تم کتنے بھائی ہو؟ ----- عرض کیا دس بھائی ----- فرمایا ----- گیارہ ہواں بھائی کہاں ہے؟ ----- کہا، وہ والد صاحب کے پاس ہے، کیونکہ جو بھائی ہلاک ہو گیا وہ اس کا حقیقی بھائی تھا، اب والد صاحب کو اسی سے کچھ تسکین ہوتی ہے ----- حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کی بہت عزت کی اور بہت خاطر مدارت سے ان کی میزبانی فرمائی، سب کو ایک ایک اونٹ بوجھ غلہ دیا اور عزت سے روانہ کیا اور فرمایا اپنے گیارہ ہواں بھائی بنیامین کو بھی لے کر آنا۔

زیادہ پائیں، یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں۔ (یعقوب نے) کہا میں ہر گز اسے تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دو کہ تم اسے واپس لے کر آؤ گے مگر یہ کہ تم گھر جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر جب انہوں نے حضرت یعقوب کو عہد دے دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر جو ہم کر رہے ہیں۔

برادران یوسف کی تعداد کا پہلے پھیرے میں اہل مصر کو علم ہو گیا تھا کہ یہ گیارہ بھائی ہیں اسلئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شہر میں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا کہیں نظر نہ لگ جائے۔

وَقَالَ يَبْنِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ
 أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنْ
 الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
 الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَ هُمْ أَبُوهُمْ
 مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي
 نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ
 أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ
 أَوْى إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا
 كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ۵۵

(ترجمہ) (یعقوب نے) کہا اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا، الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا، میں تمہیں اللہ سے چا نہیں سکتا، حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اس پر بھروسہ کیا۔ اور جب وہ داخل ہوئے جیسے ان کے باپ نے حکم دیا تھا، جو کچھ انہیں اللہ سے چنانہ سکتا، ہاں یعقوب کے دل کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اللہ

لوگ نہیں جانتے (اور نبیوں کو اپنا جیسا سمجھتے ہیں)
اولاد کیسی ہی سرکش و ناخلف ہو والدین کو پیار آہی جاتا ہے نظر لگنے والی بات بے
حقیقت نہیں، حدیث کی کتابوں میں ٹوک اور نظر لگنے کا تفصیل سے ذکر آیا ہے، حضرت عبد
اللہ بن عباس نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا :-
کہ اگر دنیا میں کوئی چیز قضا و قدر پر غالب آسکتی تو ٹوک ایسی تیز چیز ہے جو
قضا و قدر پر غالب آسکتی تھی۔

مسلم شریف، ترمذی شریف و مؤطا امام مالک میں حضور انور علیہ والسلام نے نظر
و ٹوک اتارنے کا طریقہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اصل میں ٹوک و نظر ایک نفسیاتی
حقیقت ہے جو عام طور پر مشاہدے میں آتی ہے، یہ کوئی وہم و خیال نہیں، پھر اس کی تصدیق
یعقوب علیہ السلام جیسے نبی کی اس تدبیر سے بھی ہوتی ہے تو کل کے ساتھ تدبیر عین ہی
شریعت ہے مگر تدبیر ہی میں لگے رہنا اور اللہ کے فضل سے غافل رہنا بد نصیبی
ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ نظر کی بات اس مثال سے بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ محدب شیشے جب
سورج کے سامنے کرتے ہیں اور ایک خاص زاویہ سے اس کی شعاعیں سیاہ کپڑے پر ڈالتے ہیں
تو دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ کپڑے سے دھواں اٹھنے لگتا ہے اور وہ جلنے لگتا ہے۔

برادان یوسف جب بنیامین کو لے کر مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے عزت و
احترام اور شفقت کے ساتھ ان کے قیام کا انتظام کیا اور حکم دیا دو دو بھائیوں کو ایک مکان میں
اتارو۔۔۔۔۔۔۔۔ جب پانچ مکانوں میں دس بھائی مقیم ہو گئے تو گیارواں بھائی بنیامین اکیلا رہ
گیا اور بہت رنجیدہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تم میرے پاس رہو
اس حکمت سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بنیامین کے ساتھ تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع
میسر آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔ بنیامین بہت خوش ہوئے، آپ نے بڑی شفقت و محبت سے ان کو

اپنے پاس رکھا پھر اللہ نے آپ کو ایک تدبیر بتائی جس پر عمل کر کے آپ نے بنیامین کو اپنے پاس مستقل روک لیا۔

۱۲

حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو ماضی اور حال کی ساری باتیں بتادیں بنیامین بہت خوش ہوئے کہ آج عرصہ دراز کے بعد ان کو اپنی بھائی کی رفاقت نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ملاتا ہے جب چاہتا ہے جدا کر دیتا ہے۔

وَإِنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكِيَ ۝ ۵۶

(ترجمہ) اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رولایا

حضرت یوسف علیہ السلام نے جس حیلہ سے اللہ کے حکم سے بنیامین کو اپنے پاس رکھا اس کا پس منظر یہ ہے ملک مصر کے قانون کے تحت چور اگر چوری کرتا تھا تو اس کی سزا یہ تھی کہ چوری کے مال سے دو گنا مال چور سے وصول کیا جاتا۔۔۔۔۔۔ اور ملک شام کا قانون یہ تھا کہ چور اگر چوری کرتا تو چوری کے عوض چور کو ایک سال تک روکے رکھا جاسکتا تھا۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روکے رکھنے کے لئے اللہ کے حکم سے تدبیر فرمائی اور بنیامین کو بتا دیا۔۔۔۔۔۔ جب سب بھائیوں کے اونٹوں پر غلہ لادا جا چکا تو بادشاہ نے غلہ ناپنے والا پیمانہ جو دراصل بادشاہ کے پانی پینے کا سونے یا چاندی کا کٹورا تھا جو جوہرات سے مزین نہایت نفیس قیمتی پیمانہ تھا۔۔۔۔۔۔ یہ پیمانہ بنیامین کی خورجی میں رکھ دیا گیا۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ
ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسِرْقُونَ ۝ قَالُوا
وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقَدُونَ ۝ قَالُوا نَفَقْدُ صَوَاعَ

الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ○
 قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ
 وَمَا كُنَّا سُرِقِينَ ○ قَالُوا فَمَا جَزَاءُؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ○
 قَالُوا جَزَاءُؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاءُؤُهُ كَذَلِكَ
 نَجْزِي الظَّالِمِينَ ○ ۵۷

(ترجمہ) پھر جب ان کا سامان مہیا کر دیا، پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا، پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی، اے قافلہ! بے شک تم چور ہو، برادران یوسف اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے کیا چیز گم ہو گئی؟ بولے، بادشاہ کا پیانا نہیں ملتا جو اس کو تلاش کرے گا (اس کا انعام) ایک اونٹ بوجھ اور میں اس کا ضامن ہوں۔ (برادران یوسف) بولے تمہیں تو خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں (سرکاری لوگ) بولے پھر کیا سزا ہے چور کی اگر تم جھوٹے نکلے؟۔ (برادران) یوسف بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں سے ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے، ہمارے یہاں غلاموں کی یہی سزا ہے۔

یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہی میں فقیر کی ----- اور بادشاہ کا طلائی کٹورا جو دربار سے کبھی باہر نہ گیا ہو گا اس کو غلہ ناپنے کا پیانا بنا کر یہ بتا دیا کہ بادشاہ اور حاکم اعلیٰ رعیت کی خدمت کے لئے ہیں، عیش کرنے کے لئے نہیں اور اس کٹورے کی بادشاہ سے زیادہ رعیت مستحق ہے ----- اور یہ بھی بتا دیا کہ اللہ کے محبوبوں کی نظر میں زرو جواہرات اور ٹھیکریاں سب برابر ہیں کیونکہ یہ سب اللہ کی نظر میں ہیچ ہیں ----- حضرت یوسف علیہ السلام کے ہر عمل سے ہمیں ایک عظیم سبق ملتا ہے۔

ہاں تو ذکر تھا بنیامین کی خورجی میں پیانا رکھنے کا ----- جب بھائیوں کا یہ قافلہ

سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلِهِ فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ
يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

تَصِفُونَ ۝ ۵۹۰

(ترجمہ) تو اول (برادران یوسف) کی خرجیوں کی تلاشی شروع کی، اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا، ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی تھی (مصر کے) بادشاہی قانون میں اسے اجازت نہ تھی کہ (چوری کے بدلے) اپنے بھائی کو روکے رکھے مگر یہ کہ خدا چاہے۔ ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔ بھائی بولے اگر اس نے چوری کی ہے تو بے شک اس سے پسے اس کا بھائی چوری کر چکا ہے۔ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی، جی میں کہا تم بدتر جگہ ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بتاتے ہو۔

چوری کا اشارہ حضرت یوسف کی طرف تھا اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک کمر بند بطور تبرک چلا آ رہا تھا جو بڑی اولاد کے پاس رہتا تھا چنانچہ یہ کمر بند حضرت یعقوب علیہ السلام کی بڑی بہن کے پاس تھا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی پھوپھی کے پاس کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ بچپن میں فوت ہو گئی تھیں اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہن کو دے دیا تھا اور انہوں نے آپ کو پالا تھا۔۔۔۔۔ ایک تو آپ کی پھوپھی تھیں اور پھر آپ نے پالا بھی تھا اسلئے حضرت یوسف علیہ السلام سے آپ کو بے پناہ محبت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کچھ بڑے ہو گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی بہن سے واپس لینا چاہا، بہن کو حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی گوارا نہ تھی اس لئے انہوں نے اس حیلہ سے ایک سال اور آپ کو اپنے پاس رکھ لیا۔۔۔۔۔ وہ مقدس کمر بند حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر میں باندھ دیا اور مشہور کر دیا کہ کمر بند گم ہو گیا، تلاش شروع ہوئی تو وہ کمر بند حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر میں بندھا ہوا نکلا چنانچہ ملک شام کے قانون کے مطابق اس بہانے سے آپ کی پھوپھی

امید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

چنانچہ یہ سب بھائی تیسری بار پھر مصر آئے۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کے پاس تھوڑی بہت پونجی تھی، مسکینی کا عالم تھا، کھوٹے سکے لے کر آئے جن کو کوئی تاجر قبول نہ کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔ جب یہ بھائی مصر پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئے اور یہ عرض کیا کہ ہم یہ تھوڑی بہت پونجی لائے ہیں آپ اس کے عوض غلہ بھی دیں اور کچھ صدقہ و خیرات بھی کریں۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام مسکراتے لگے اور فرمایا یوسف کا کیا حال ہے؟۔ آپ کی دانتوں کی چمک دیکھ کر براہِ ان یوسف پہچان گئے اور کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا سچ مچ تم یوسف ہی ہو؟۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے اپنے سر سے تاج اتار کر اپنی پیشانی کا تل بھی انہیں دکھایا اس سے وہ آپ کو پہچان گئے اور بہت نادم و شرمسار ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت کو دل سے تسلیم کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پے در پے بے وفائیوں کے باوجود حیرت انگیز دریادلی کا مظاہرہ فرمایا اور سب بھائیوں کو معاف کر دیا:-

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا
الضَّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ
تَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ○ قَالَ هَلْ
عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ○
قَالُوا آءِ إِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا
أَخِي فَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ
اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ○ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ
اِثْرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَاهْلُنَا لَخَطِيبِينَ ○ قَالَ لَا تَثْرِبَ

عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ هُوَ أَرْحَمُ

الرَّحِيمِينَ ۱۴۰

(ترجمہ) پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے۔ بولے۔ اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی اور بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں اور آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور ہم پر خیرات کیجئے بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے۔ (یوسف نے کہا) کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا؟ جب تم نادان تھے۔ بولے، کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں؟ کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی۔ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا، بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا، بولے بے شک خدا نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم خطاوار تھے (یوسف نے) کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کر دے اور وہ سب لوگوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام نے ماضی کے تلخ ترین واقعات کو نہ یاد دلایا، نہ طنز و لعن طعن کیا، اس طرح درگزر فرمایا گویا کہ یہ واقعات ہوئے ہی نہ تھے۔۔۔۔۔۔ اور قرآن حکیم کی اس ہدایت پر عمل فرما کر دنیا کو حیران کر دیا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اس وقت عمل فرمایا جب آپ دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعُ بِالَّتِي هِيَ

أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ

حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا

ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ۱۵

(عہد السورۃ ۳۳)

(ترجمہ) اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی، اے سننے والے! برائی کو بھلائی سے ٹال جیسی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جب کہ گہرا دوست۔ اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑا نصیب والا۔

ہاں جب راز کھل گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے اپنی قمیص بھیجی۔۔۔۔۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جنت کی یہ وہی ریشمی قمیص تھی جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے لائے تھے اور آگ میں ڈالنے سے پہلے آپ کو پہنادی تھا، پھر یہ قمیص حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قمیص اپنے بھائیوں کو دی اور فرمایا کہ والد ماجد کے چہرے پر ڈالنا بینائی آجائے گی۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو یقین تھا کہ چہرے پر قمیص ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بے نور آنکھوں میں نور آجائے گا:-

إِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ
بَصِيرًا ۖ وَ اتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَ لَمَّا فَصَلَتِ
الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْ لَأَنْ
تَفَنِّدُونَ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا
أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۝ ۱۸

(ترجمہ) میرا یہ کرتالے جاؤ اسے باپ کے منہ پر ڈالو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لاؤ۔ جب قافلہ مصر سے نکلا تو یہاں اس کے باپ نے کہا، بے شک مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے۔ بیٹے بولے، خدا کی قسم آپ اپنی اس پرانی خودر فٹنگی میں ہیں۔ پھر جب خوشی سنانے والا (یہودا) آیا، اس نے وہ کرتا یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اس میں شک نہیں جو کپڑے یا جو چیز بھی اللہ کے محبوبوں کے جسم سے مس ہو جائے وہ بھی فیض سے خالی نہیں ہوتی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے مبارک جسموں سے مس ہونے والی چیزوں کو یہ منزلت حاصل ہوئی کہ ان تبرکات کو لکڑی کے صندوق میں محفوظ کر دیا گیا جس کو، تاہوت سیکنہ، کہا جاتا تھا^{۶۹}۔ یہ صندوق جہاں جاتا اپنی برکتیں ساتھ لے کر جاتا اور اس کو اللہ کے فرشتے اٹھاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مس ہونے والے پتھر کو یہ عزت ملی کہ وہ بیت اللہ شریف کے دروازے کے بالکل سامنے رکھا گیا^{۷۰}، اس کو چھ ہزار برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا لیکن یہ محفوظ چلا آ رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے مس ہونے والی خاک کی یہ شان ہے اس میں سے زندگی کے چشمے ابل رہے تھے، سامری نے اسی خاک کو دھات کے بنے ہوئے پتھرے میں ڈالا تو وہ بولنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔^{۷۱} حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مبارک قدموں سے مس ہونے والی زمین سے پانی ابل پڑا، یہی پانی جس کو زم زم شریف کہا جاتا ہے دنیا کے گوشے گوشے میں بطور تبرک لے جایا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہزاروں سال ہو گئے، ختم نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے مبارک قدموں کے ضرب سے زمین سے ٹھنڈا میٹھا پانی ابل پڑا^{۷۲}۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قرآن کریم میں ایسے بہت سے تبرکات اور معجزات کا ذکر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان تبرکات کا کیا مقصود ہے اور ان معجزات میں کیا حکمت ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مقصد و حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ ہمارا دل اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ کے محبوبوں سے بھی وابستہ رہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ کو دیکھا نہیں ان کو دیکھ کر ہم کو اللہ کی عظمت و قدرت کا صحیح احساس و ادراک ہوتا ہے اور یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ محبوب و غیر محبوب برابر نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہی احساس ایمان کو جلا دیتا ہے اور دنیا میں ہی بے آسرا انسانوں کو آسرا مہیا کرتا ہے اور ایمان کو قائم و دائم رکھتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو جدائی کا غم تو تھا ہی مگر اب یہ بھی غم دامن گیر ہو گیا کہ مصر کے لوگ بت پرست تھے کہیں وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عقائد پر اثر انداز نہ ہوئے ہوں خصوصاً بادشاہت کی منصب پر فائز ہونے کے بعد، جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دین اسلام پر فائز ہیں بلکہ منصب رسالت و نبوت پر فائز ہیں تو آپ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملنے اور ان کے منصب شاہی پر فائز ہونے کی کچھ فکر نہ تھی فکر تھی تو دین و ایمان کی، بے شک الوالعزم حضرات کی نظر میں بادشاہت کی کوئی قدر و قیمت نہیں، ان کی نظر میں دین و ایمان ہی سب کچھ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے التجا کی کہ ان کے گناہوں کی تلافی کے لئے پروردگار عالم کے حضور بخشش کی دعا کی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب تک مصر نہ پہنچے بیٹوں کی بخشش کی دعا نہ کی، پھر مصر پہنچ کر جمعہ کی رات یا فجر میں نماز تہجد کے بعد قبلہ رو ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو پیچھے بٹھایا ان کے پیچھے سب بیٹوں کو، پھر دعا فرمائی، سب آمین! کہتے رہے۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ○

قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ

الرَّحِيمُ ○ ۵۷

(ترجمہ) (یعقوب نے) کہا، میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شان معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (بیٹے) بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے، بے شک ہم خطاوار ہیں (یعقوب نے) کہا جلد تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام اور تمام اہل و عیال کو بلانے کے لیے اپنے بھائیوں کے ساتھ دو سو سواریاں اور بہت سا ساز و سامان بھیجا، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں اور تمام اہل عیال کو جمع کیا، روانگی کی تیاریاں شروع کیں، آپ کے اہل عیال کی کل تعداد بہتر تہتر نفوس پر مشتمل تھی یا ایک سو کے اندر اندر۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ برکت عطا فرمائی کہ ان کی نسل اتنی بڑھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل (یعنی اولاد یعقوب) مصر سے نکلی تو چھ لاکھ سے زیادہ تھی باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے صرف چار سو سال پہلے کا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

مختصر یہ کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام جو، اب مصر کے بادشاہ تھے سابق شاہ مصر ریان بن ولید عملیاتی، سرداروں اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو ہمرا لے کر والد ماجد کے استقبال کے لیے سینکڑوں ریشمی پھریرے اڑاتے اور قطار باندھے روانہ ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یسودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے (یہ یسودا وہی بیٹے ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص اپنے والد کے پاس لے کر گئے تھے پھر یہی حضرت یوسف علیہ السلام کی معجزاتی قمیص لے کر گئے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا گیا تو ان کی بے نور آنکھیں روشن ہو گئیں) جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر لشکر پر پڑی اور آپ نے دیکھا کہ صحرا زرق برق سواروں سے پٹا پڑا ہے، فرمایا، اے یسودا! کیا یہ فرعون مصر ہے جس کا لشکر اس شان و شوکت سے آرہا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔ عرض کیا گیا، نہیں یہ حضرت کے فرزند یوسف علیہ السلام ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو متعجب دیکھ کر عرض کیا، ہوا کی طرف توجہ فرمائیے آپ کی خوشی میں ملائکہ حاضر ہوئے ہیں جو مدتوں آپ کے غم میں روتے رہے ملائکہ کی تسبیح، گھوڑوں کے ہنہانے اور طبل و بگل کی آوازوں نے عجب سماں باندھ دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ آج محرم و الحرم کی دس تاریخ

تھی-----جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام قریب ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے سلام کرنے کا ارادہ کیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، آپ توقف کیجئے اور والد ماجد کو سلام میں پہل کرنے دیجئے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا :-

السلام علیکم یا مذهب الاحزان!

(اے غموں کو مٹانے والے تم پر سلامتی ہو!)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام نے سوار یوں سے اتر کر معانقہ کیا خوب روئے، پھر اس مزین اور شاہی خیمے میں داخل ہوئے جو پہلے ہی سے آپ کے استقبال کے لیے نصب کر رکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اتنے طویل عرصے جدائی کے بعد ملاقات کے وقت ماضی کی تلخ باتیں نہیں سنایں کہ بھائیوں نے کس طرح مارا پیٹا، کنوئیں میں ڈالا، قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کیا، پھر بازار مصر پر فروخت کیا گیا، الزام لگا یا گیا، قید میں ڈالا گیا وغیرہ وغیرہ بلکہ آپ نے پچھلی باتیں درگزر فرما کر ہنسی خوشی باتیں کیں، اس سے آپ کے کمال تحمل و بردباری کا اندازہ ہوتا ہے۔ بہر حال یہ داخلہ حدود مصر میں تھا، پھر جب شہر کی حدود میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام مع اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں کے قلعہ میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے، تخت پر اپنے والد محترم اور بھائیوں کو بٹھایا، سب کے سب حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے جھک گئے اور سجدہ تعظیمی بجالائے :-

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُونُسَ أَوْىٰ إِلَيْهِ أَبُوهُ وَقَالَ

ادْخُلُوا مِصْرًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ اٰمِنِينَ ۝ وَرَفَعَ أَبُوهُ عَلَىٰ

الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهُ سُجْدًا ۗ وَقَالَ يَا بَتِ لَهَذَا تَأْوِيلُ رُءُ

يَاىَ مِنْ قَبْلِ نَقَدْ جَعَلَهَا رَبِّى حَقًّا ۗ وَقَدْ أَحْسَنَ بِّى اِذْ

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں کے ملک شام کے دیہات کنعان سے نقل مکانی کر کے شہر میں آباد کئے جانے کو اللہ کا احسان قرار دیا، اس سے معلوم ہوا کہ شہریوں کو دیہاتیوں پر فضیلت حاصل ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے لیے فرمایا :-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ مِنْ

أَهْلِ الْقُرَىٰ ۝۸۰

(ترجمہ) اور ہم نے جتنے رسول تم سے پہلے بھیجے سب مرد وہی تھے جنہیں ہم وحی

کرتے اور سب شہر کے رہنے والے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیہاتیوں، جنات اور عورتوں میں سے کبھی کوئی نبی نہیں کیا گیا، دیہات میں نبی بھیجا بھی تو اس کو شہر میں لا کر آباد کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے بھی اس کا انداز ہوتا ہے آپ شہریوں کو نماز میں پہلی صف میں کھڑا کرتے اور دیہاتیوں کو دوسری تیسری صف میں اس طرح آپ نے شہریوں کو دیہاتیوں کا مرئی بنایا اور اپنے عمل سے یہ بتایا کہ شہریوں کو چاہیے کہ دیہاتیوں کی تربیت کریں اور ان کے احوال سے غافل نہ ہوں بالعموم شہری متمدن، مہذب اور تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، غیر متمدن اور غیر مہذب اور غیر تعلیم یافتہ افراد کو متمدن، مہذب اور تعلیم یافتہ افراد پر فوقیت دینا غیر فطری بھی ہے اور غیر معقول بھی، اسلام دین فطرت ہے، اور عقل و حکمت کا دین بھی، ----- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہریوں کو دیہاتیوں کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار بنایا، اس لیے ان کو بے خبر نہ رہنا چاہئے ----- ساری خرابی خود غرضی اور نفس پرستی سے پیدا ہوتی ہے -----

حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ کے پاس مصر میں نہایت ہی عیش و

مزاراتِ مہم

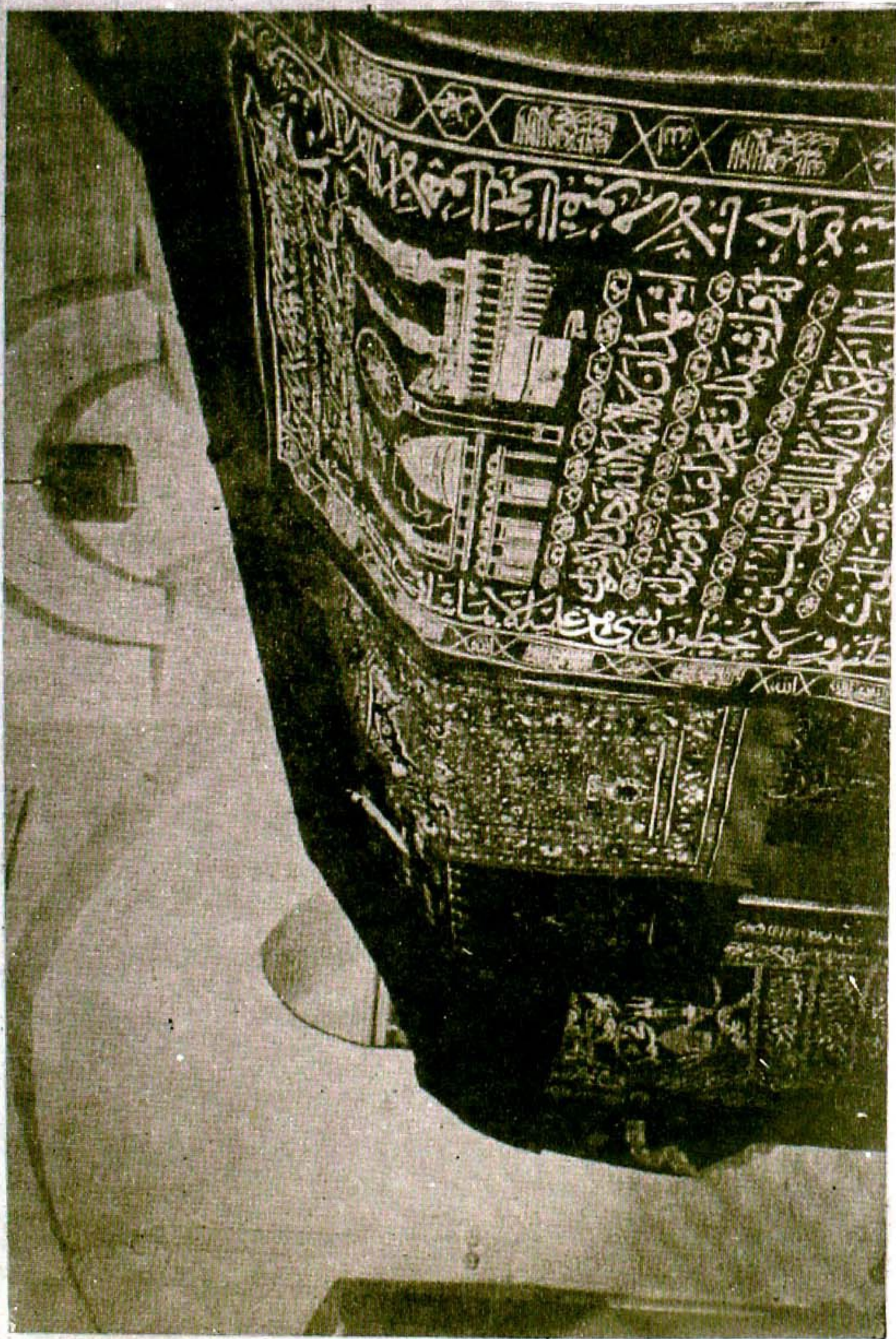
حضرت ابراہیم علیہ السلام

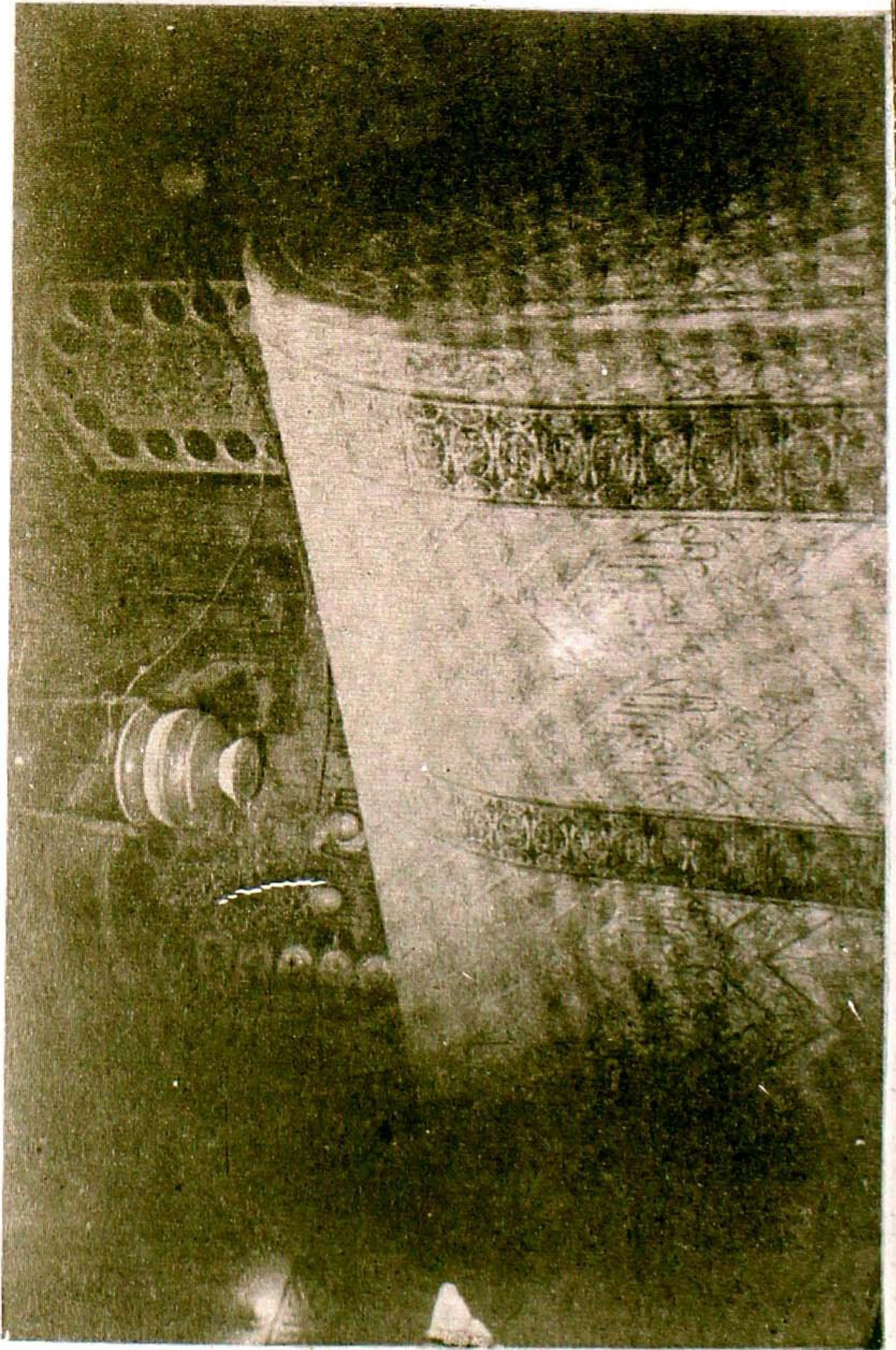
حضرت اسحاق علیہ السلام

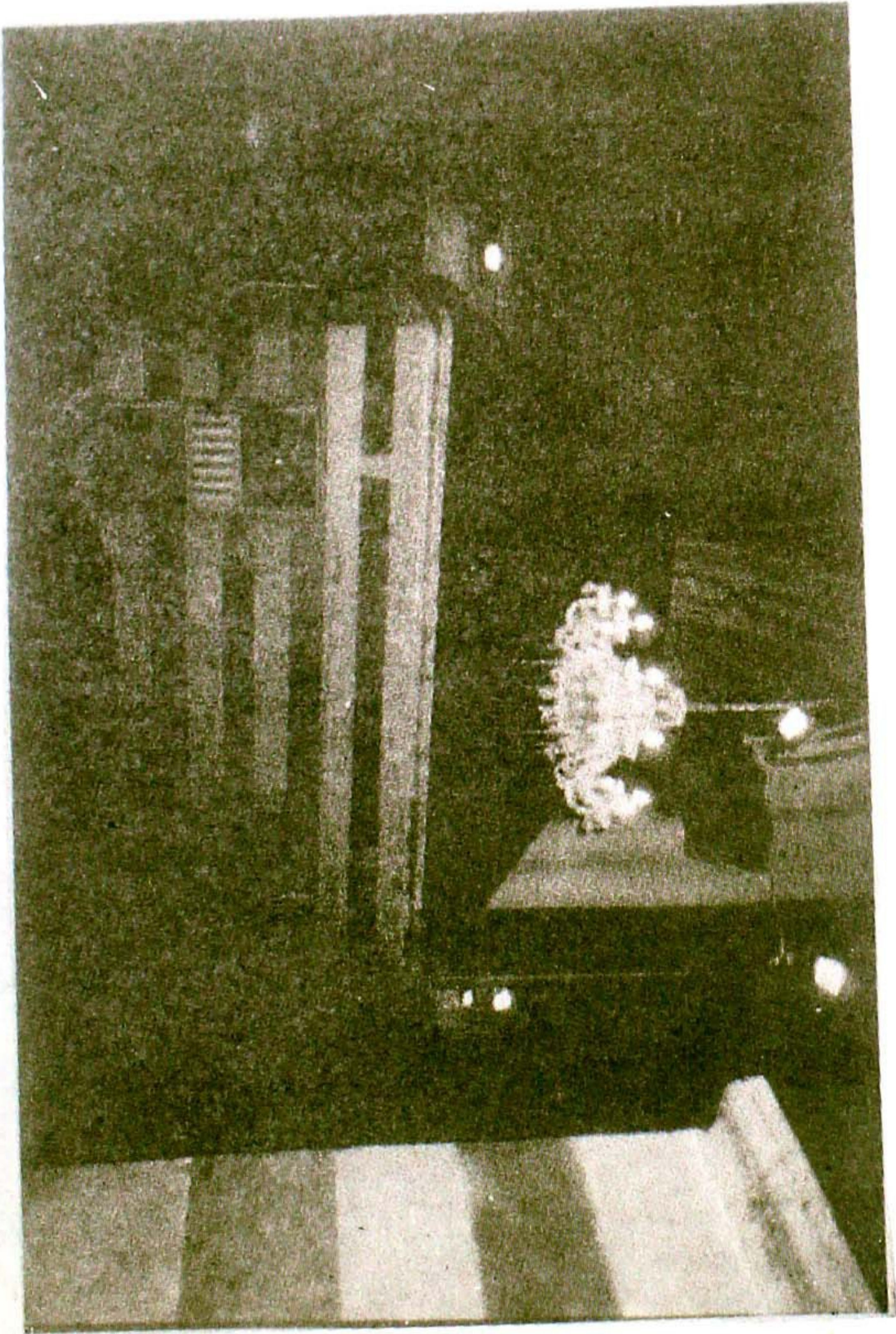
حضرت یعقوب علیہ السلام

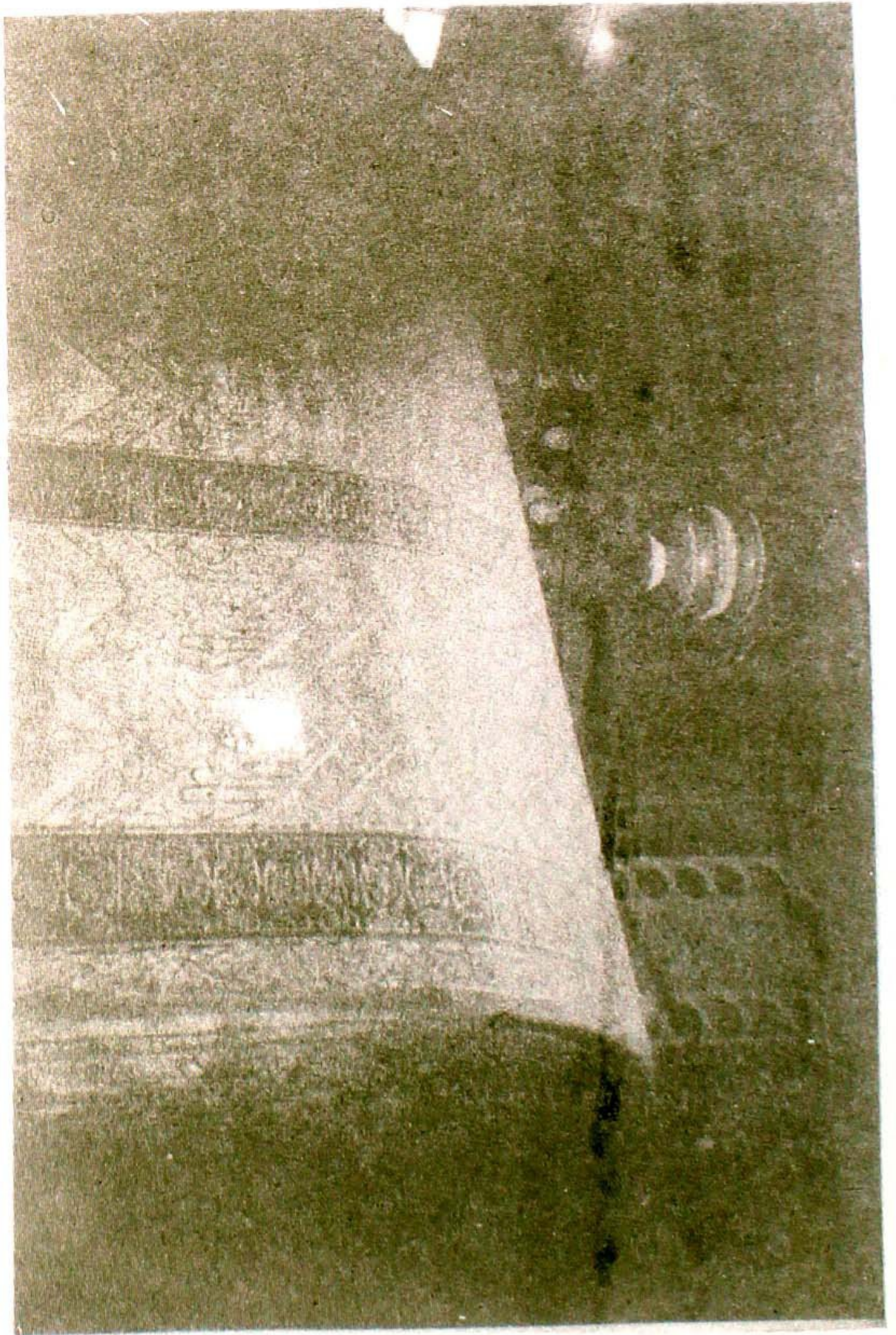
حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام











سلام

- اے پیکر حسن و جمال
 تیرے حسن کو سلام ○
 تیری استقامت کو سلام ○
 تیرے مصائب کو سلام ○
 تیری عصمت و پاکدامنی کو سلام ○
 بادشاہت میں تیری فقیری کو سلام ○
 تیرے عفو و درگزر کو سلام ○
 تیرے خون آلودہ کپڑوں کو سلام ○
 تیرے نور افروز کرتے کو سلام ○
 تیری غلامی کو سلام ○
 تیری آقائی کو سلام ○
 تیری حکومت کو سلام ○
 رعیت پر تیری شفقت کو سلام ○
 تیری محبت کو سلام ----- ہاں :- ○

الا لا ایمان لمن لا محبة له

الا لا ایمان لمن لا محبة له

الا لا ایمان لمن لا محبة له

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے

کیا ہے اپنے نخت خفتہ کو بیدار قوموں نے

کرنے کے لئے بھیجا۔

○ جس طرح حضرت یوسف کو مصر میں عروج ملا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں عروج ملا۔

○ جس طرح حضرت یوسف کے سامنے شکست خوردہ بھائی نادم و شرمسار کھڑے تھے اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے برادران و وطن شکست خوردہ نادم و شرمسار کھڑے تھے۔

○ جس طرح حضرت یوسف نے انتقام کی قوت رکھنے کے باوجود بھائیوں کو معاف کیا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقام کی قوت رکھنے کے باوجود برادران و وطن کو معاف کر دیا۔
الغرض یوسف علیہ السلام کی پاک زندگی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال زندگی کا آئینہ ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حادثات زندگی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حادثات زندگی میں بڑی مماثلت ہے۔ قصہ یوسف میں ہمارے لیے صبر و استقامت، عفو و درگزر، ضبط نفس، جو دو سخا کے بہت سے سبق ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات بھٹھے ہوئے انسانوں کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصے کو „احسن القصص“ فرمایا۔ یعنی سب سے خوبصورت قصہ۔ یہ قصہ اس لئے بھی خوبصورت ہے کہ انسان کے احوال سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس میں دل بھی ہے (یوسف علیہ السلام) روح بھی ہے (یعقوب علیہ السلام) اس میں نفس بھی ہے (راعیل) اس میں حواس بھی ہیں (برادران یوسف) اور سب سے بڑھ کر یہ اس لیے خوبصورت ہے کہ اس قصے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی جھلکیاں نظر آرہی ہیں۔

(مسرور)

۷۔ امام ولی الدین محمد مشکوٰۃ شریف، ج ۲، مطبوعہ کراچی، حدیث نمبر ۴۶۷۵

۸۔ قرآن حکیم : سورۃ یوسف، ۲

۹۔ " " : سورۃ یوسف، ۵

۱۰۔ " " : سورۃ یوسف، ۶

۱۱۔ " " : سورۃ یوسف، ۸

۱۲۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۱-۱۲

۱۳۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۳

۱۴۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۴

۱۵۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۵

۱۶۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۶-۱۸

۱۷۔ " " : سورۃ یوسف، ۱۹-۲۰

- ✓ ۱۸۔ " " : سورة يوسف، ۲۱ ✓
 ✓ ۱۹۔ " " : سورة يوسف، ۲۱ ✓
 ✓ ۲۰۔ " " : سورة يوسف، ۲۲ ✓
 ۲۱۔ احمد حسن: احسن التفسير، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۷ھ، تیسری منزل، ص ۱۳۱ ✓
 ✓ ۲۲۔ احمد سرہندی مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، ج ۳، مکتوب نمبر ۱۰۰ ✓
 ۲۳۔ احمد حسن: احسن التفسير، مطبوعہ دہلی ۱۳۲۷ھ، تیسری منزل، ص ۱۳۱ ✓
 ✓ ۲۴۔ احمد سرہندی مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، ج ۳، مکتوب نمبر ۱۰۰ ✓
 ✓ ۲۵۔ احمد سرہندی مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف (ترجمہ اردو)، کراچی ۱۹۹۳ء، مکتوب نمبر ۱۰۰، ص ۲۰۹، نام شیخ نور الحق محدث دہلوی ✓
 ۲۶۔ ایضاً، ص ۳۱۱ ✓
 ✓ ۲۷۔ قرآن حکیم : سورة يوسف، ۲۳ ✓
 ✓ ۲۸۔ " " : سورة يوسف، ۲۳ ✓
 ✓ ۲۹۔ " " : سورة يوسف، ۲۵ ✓
 ✓ ۳۰۔ " " : سورة يوسف، ۲۹-۲۶ ✓
 ✓ ۳۱۔ " " : سورة مریم، ۲۹ ✓
 ✓ ۳۲۔ " " : سورة بقرہ، ۱۲۵، سورة آل عمران، ۹۷ ✓
 ✓ ۳۳۔ " " : سورة بقرہ، ۶۰، سورة اعراف، ۱۶۰ ✓
 ✓ ۳۴۔ " " : سورة شعراء، ۶۳ ✓
 ✓ ۳۵۔ " " : سورة ص، ۳۲ ✓
 ✓ ۳۶۔ " " : سورة آل عمران، ۳۹ ✓
 ✓ ۳۷۔ قرآن حکیم : سورة يوسف، ۳۰ ✓
 ✓ ۳۸۔ " " : سورة يوسف، ۳۱ ✓
 ✓ ۳۹۔ " " : سورة يوسف، ۳۲ ✓
 ✓ ۴۰۔ " " : سورة يوسف، ۳۳-۳۴ ✓
 ✓ ۴۱۔ " " : سورة يوسف، ۳۶ ✓
 ✓ ۴۲۔ " " : سورة يوسف، ۳۷ ✓
 ۴۳۔ ڈاکٹر محمد اقبال: ضرب کلیم، مطبوعہ لاہور ✓
 ✓ ۴۴۔ قرآن حکیم : سورة يوسف، ۵۳ ✓
 ✓ ۴۵۔ " " : سورة يوسف، ۳۷-۳۰ ✓
 ✓ ۴۶۔ " " : سورة يوسف، ۳۱ ✓
 ✓ ۴۷۔ " " : سورة يوسف، ۳۲ ✓
 ✓ ۴۸۔ " " : سورة يوسف، ۳۳-۳۵ ✓
 ✓ ۴۹۔ (۱) " " : سورة يوسف، ۳۶-۳۹ ✓
 ✓ ۵۰۔ (ب) " " : سورة يوسف، ۵۰-۵۲ ✓
 ✓ ۵۰۔ " " : سورة يوسف، ۵۳-۵۵ ✓
 ۵۱۔ امام احمد بن حنبل: مسند، ج ۱، ص ۱۱ ✓
 ✓ ۵۲۔ قرآن حکیم : سورة يوسف، ۵۶-۵۷ ✓

سال قحط سالی کے رہے، پندرہویں سال خوشحالی شروع ہوئی، اسی زمانے میں والدین اور برادران کنعان سے مصر آئے۔۔۔۔۔ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں چوبیس سال رہے اس طرح کل چونسٹھ سال بنتے ہیں۔۔۔۔۔ برادران یوسف کی عمریں جدا ہوتے وقت ۲۰۔۲۵ کے درمیان ہوں گی۔۔۔۔۔ برادران یوسف جدائی کے بعد جب پہلی بار ملے تو ان کی عمریں ۶۰۔۶۵ کے درمیان ہوں گی کیونکہ تقریباً ۴۰ سال کے بعد ملاقات ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سو سال سے اوپر ہوں گے۔

○ حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی غلہ حاصل کرنے کے لئے پہلی بار کنعان سے مصر گئے، اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے دور اقتدار کو سات سال گزر چکے ہوں گے کیونکہ یہ لوگ قحط سالی کی زمانے میں گئے۔۔۔۔۔ اقتدار کے پہلے سات سال خوشحالی رہی، دوسرے سات سالوں میں قحط سالی شروع ہوئی۔

○ دوسری بار زیادہ غلہ کی طلب میں بیامین کو لے کر گیارہ بھائی کنعان سے مصر گئے۔۔۔۔۔ دوسرا سفر بھی غلہ کے لئے تھا تو یہ بھی قحط سالی کے سالوں میں ہوا ہوگا۔۔۔۔۔ بھائی واپس آئے کیونکہ بیامین روک لئے گئے اور بیامین کی وجہ سے ایک اور بھائی روبیل ندامت کی وجہ سے خود رک گئے۔

○ تیسری بار سفر میں نو بھائیوں سے کم رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ یہ سفر بھی غلہ کی طلب اور بھائیوں کی تلاش میں تھا اس لئے یہ بھی قحط سالی کے زمانے میں ہوا ہوگا۔۔۔۔۔ واپسی میں دس بھائی ہو گئے ہوں گے کیونکہ راز کھل چکا تھا ممکن ہے بیامین اور روبیل بھی ساتھ آگئے ہوں کیونکہ یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے قیص کے ساتھ خوشخبریاں لے کر آ رہے تھے۔

○ چوتھے سفر میں حضرت یعقوب علیہ السلام مع فرزند ان کے کنعان سے روانہ ہوئے اور مستقل

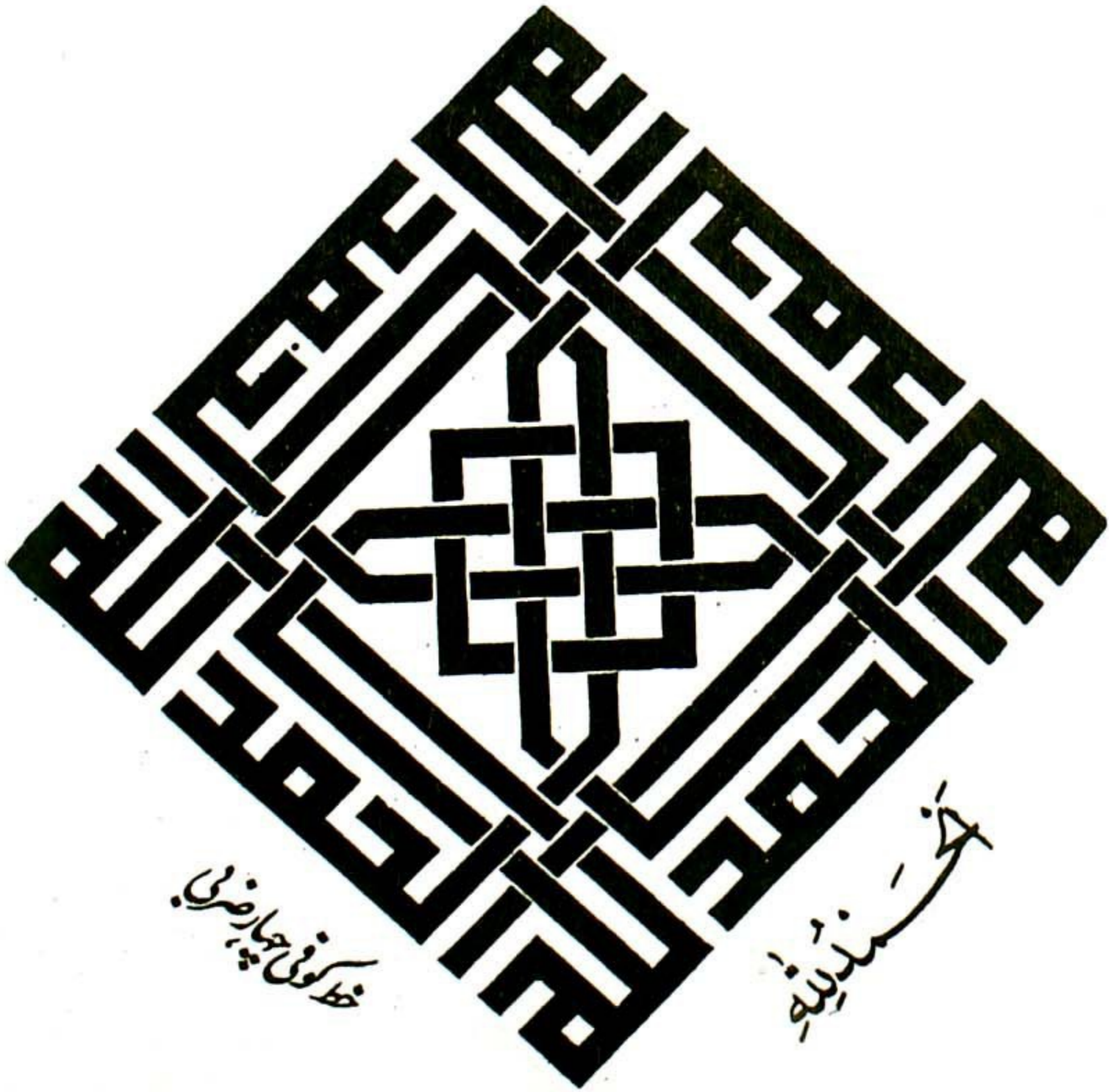
مصر میں قیام فرمایا۔ یہ سفر پندرہویں سال خوشحالی کے زمانے میں ہوا ہوگا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلی ہی ملاقات میں خود کو کیوں ظاہر نہ فرمایا جب کہ ظاہر کر سکتے تھے، کوئی مانع نہ تھا۔۔۔۔۔ سمجھ میں بات یہ آتی ہے کہ قحط کے زمانے میں حضرت یوسف علیہ السلام ایک وقت کا کھانا کھاتے تھے۔۔۔۔۔ آپ نے گوارہ نہ کیا کہ والدین اور بھائیوں کو بلا کر ۲۴ گھنٹے میں ایک وقت کا کھانا کھلائیں اور دو وقت کا کھانا تو عدل و انصاف کے خلاف ہوتا کیونکہ بادشاہ کو بھی ایک وقت کا کھانا مل رہا تھا اس لئے آپ نے بھائیوں کے آنے جانے میں سات سال گزار دیئے، ان کو بھر پور غلہ دیتے رہے، عزت و تکریم کرتے رہے یہاں تک کہ قحط سالی ختم ہو گئی اور اقتدار کے پندرہویں سال خوشحالی کا دور آیا۔۔۔۔۔

والدین اور بھائیوں کو بلایا، شاندار استقبال کیا اور عزت و آبرو سے رکھا۔۔۔۔۔۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
بھائیوں کی مغفرت کے لئے دعا مانگی، حضرت یوسف علیہ السلام نے سب بھائیوں کو معاف کر دیا۔ یہی نہیں
سارے مصر والوں کو ان کے اموال و املاک دے کر ان کے دل جیت لئے۔

(مسرور)

۸۱ - قرآن حکیم: سورۃ یوسف، ۱۰۱



خط کوئی چار ضربی

خط سببائیہ

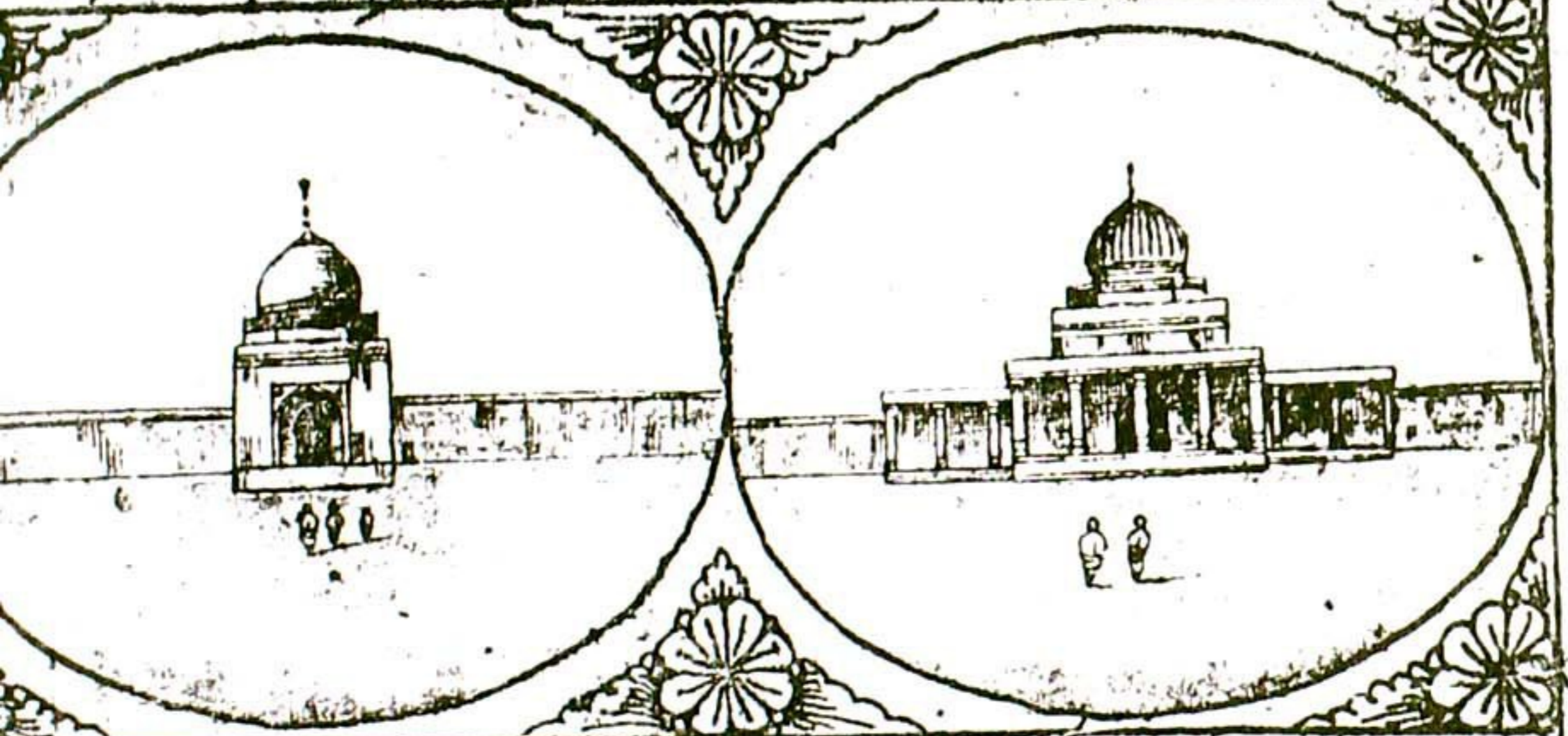
حکمرانی
۲۰۰۰

قرآن کریم کتابیات

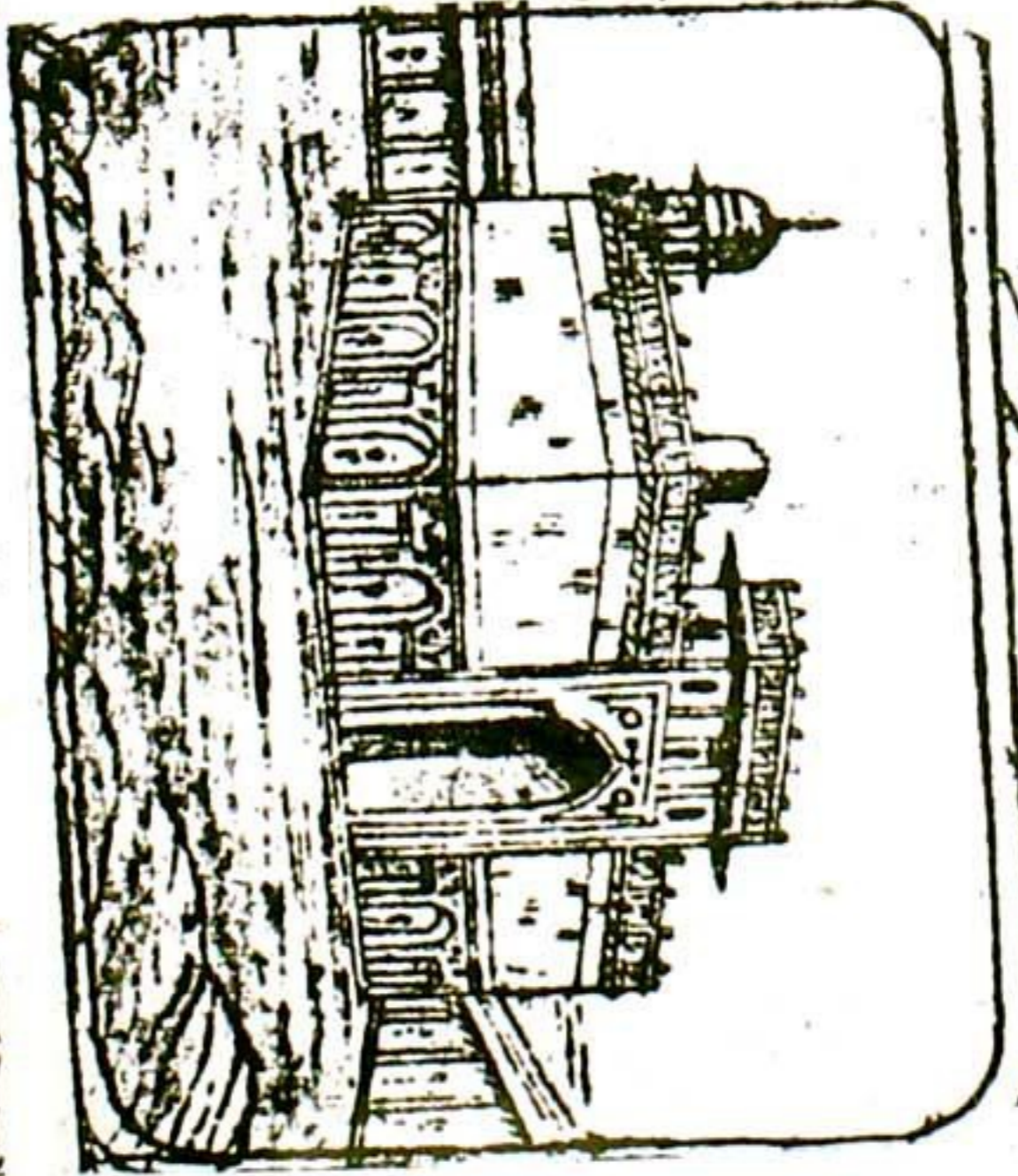
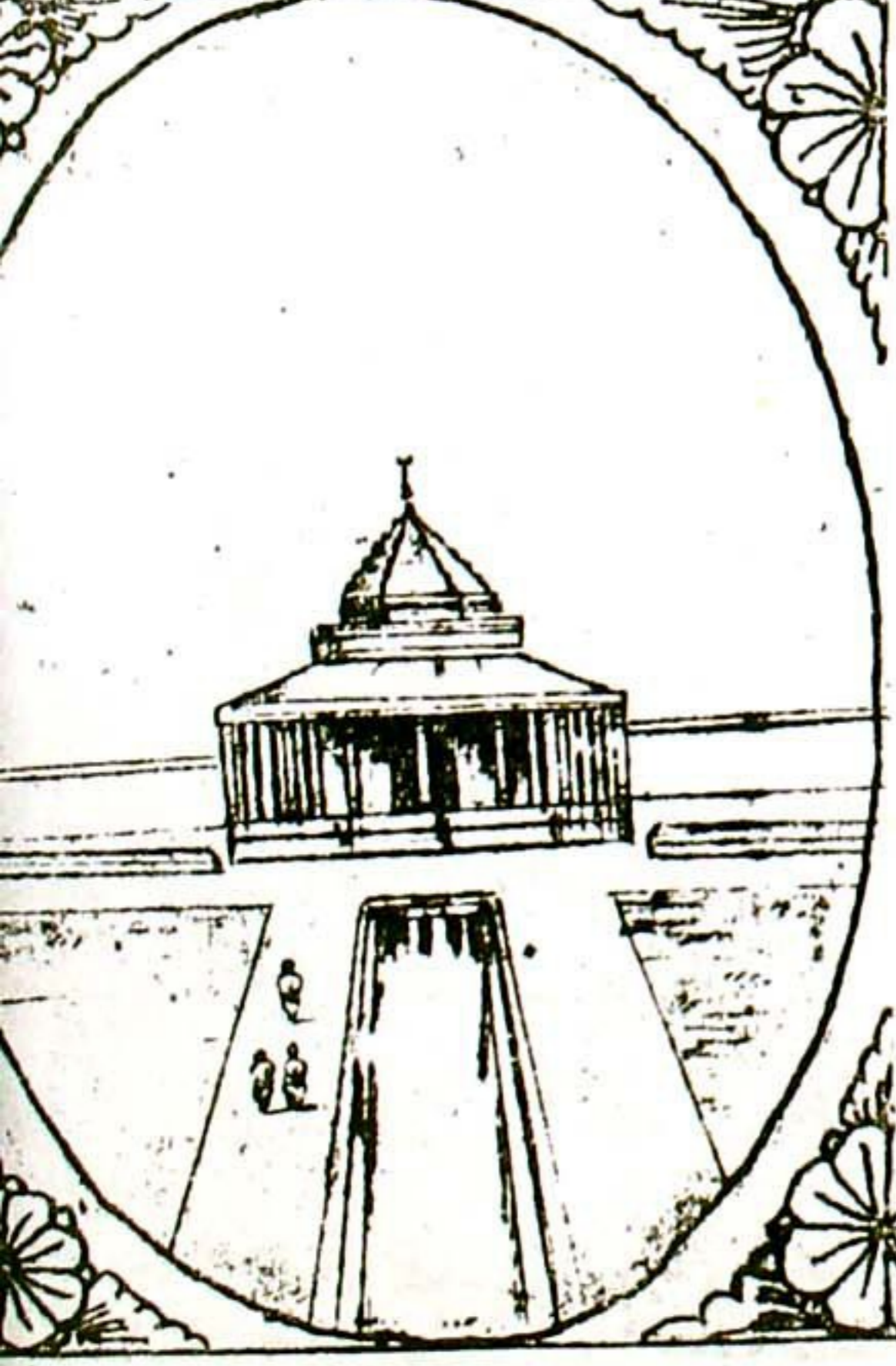
- | | |
|---|-------------------------|
| ۱۔ ابن ماجہ | ۲۔ ابو داؤد شریف |
| ۳۔ احسن التفاسیر | ۴۔ بحر الحقائق |
| ۵۔ بحر المحیط | ۶۔ تشیید المبانی |
| ۷۔ ترمذی شریف | ۸۔ تفسیر ابن جریر |
| ۹۔ تفسیر ابن کثیر | ۱۰۔ تفسیر ابو سعود |
| ۱۱۔ تفسیر جلالین | ۱۲۔ تفسیر خزائن العرفان |
| ۱۳۔ تفسیر روح المعانی | ۱۴۔ تفسیر سدی |
| ۱۵۔ تفسیر صاوی | ۱۶۔ تفسیر مظہری |
| ۱۷۔ تفسیر ظلال القرآن | ۱۸۔ تفسیر قادری |
| ۱۹۔ تفسیر کبیر | ۲۰۔ تفسیر کشاف |
| ۲۱۔ تفسیر غریب القرآن | ۲۲۔ تفسیر مدارک |
| ۲۳۔ تفسیر معالم التنزیل | ۲۴۔ جواهر التفسیر |
| ۲۵۔ دلائل النبوه | ۲۶۔ صحیح ابن حبان |
| ۲۷۔ صفوة التفاسیر | ۲۸۔ لطائف سبعین |
| ۲۹۔ مستدرک حاکم | ۳۰۔ مسلم شریف |
| ۳۱۔ مسند احمد | ۳۲۔ مغازی ابن اسحاق |
| ۳۳۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی | ۳۴۔ مؤطا امام مالک |
| ۳۴۔ ملفوظات مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد | |

ایک قدیم الہم سے مصے کے آثارِ قدیمہ

روضہ داؤد قریب مصر نمبر ۳۹۱ دروازہ زوجہ حضرت یوسف در مصر نمبر ۹۸



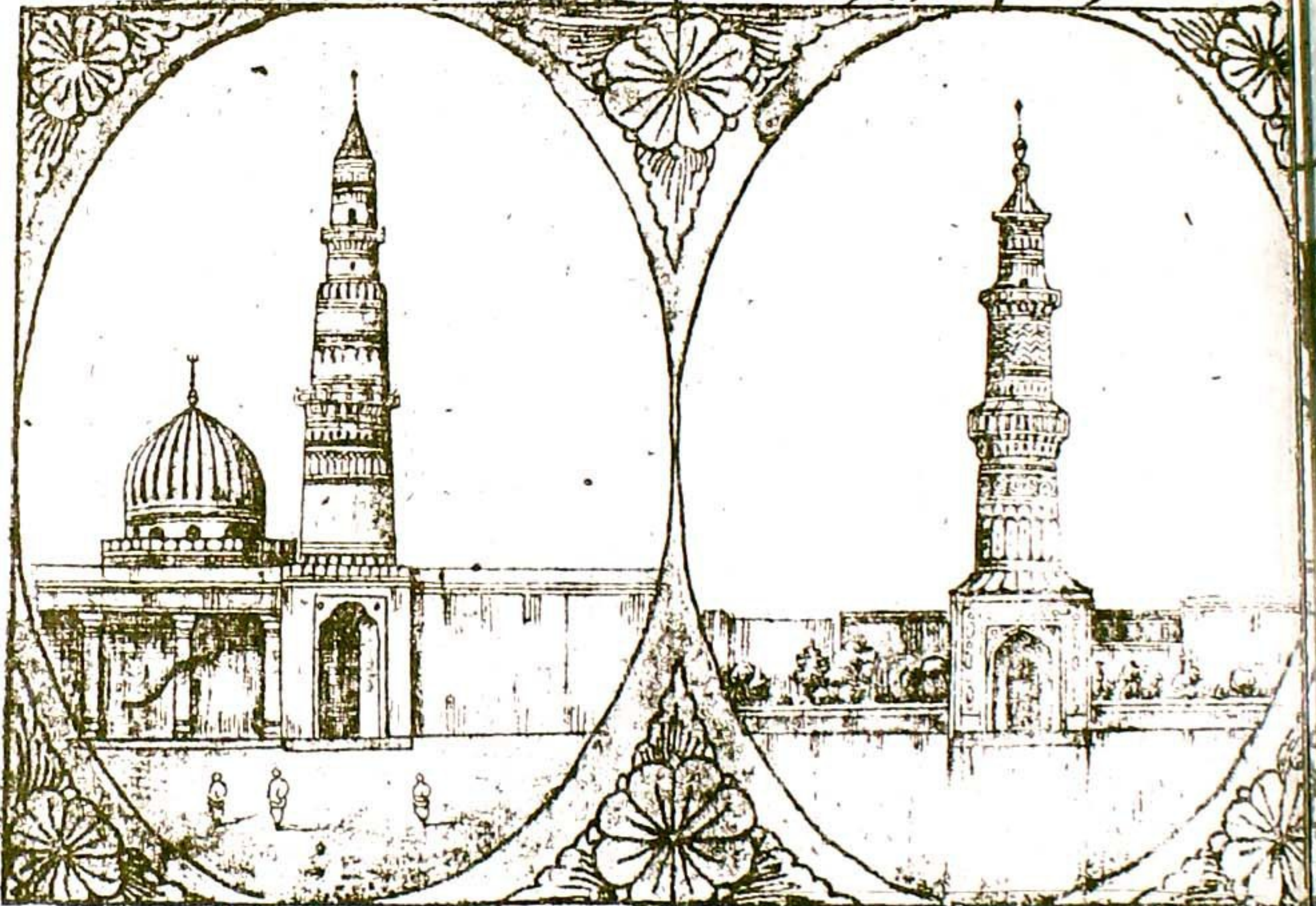
عبادتخانہ حضرت یوسف در مکہ شریف نمبر ۲۶۶ روضہ حضرت یوسف در مصر نمبر ۹۸



محل شریف لہور مصر نمبر ۹۰۶

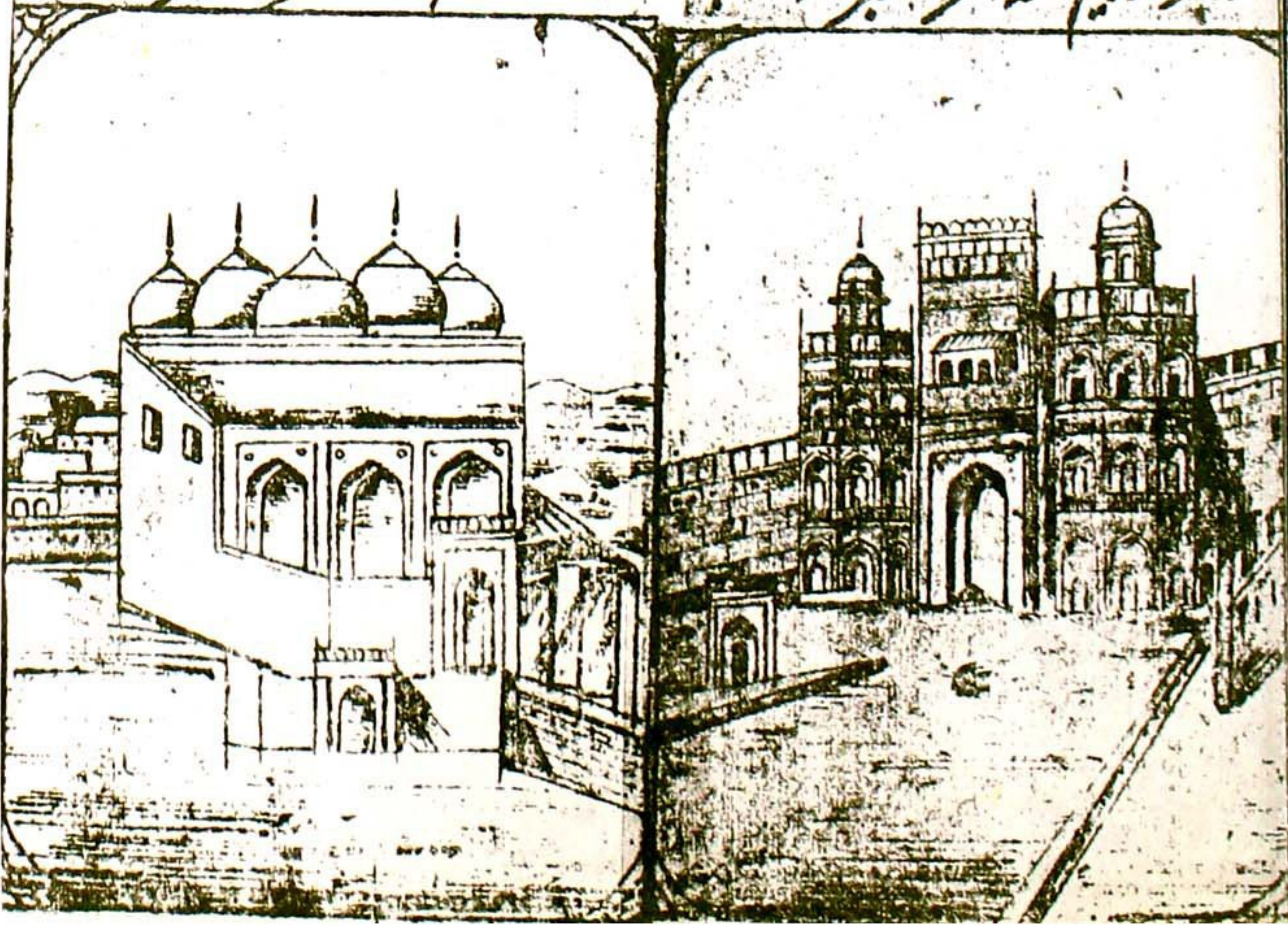
جامع مسجد مصر نمبر ۳۶۸

منارہ مصر در شہر مصر نمبر ۳۶۷



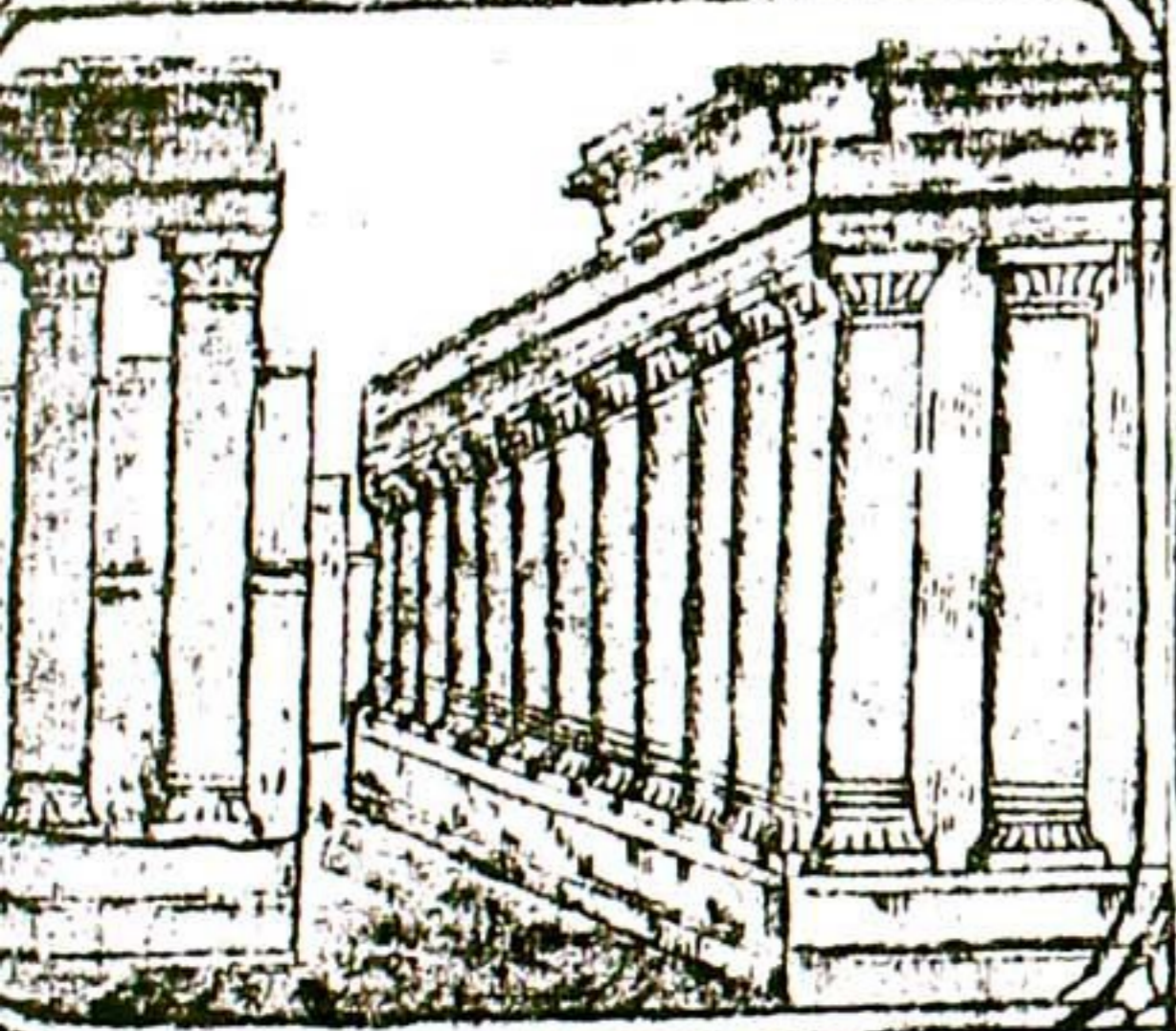
جامع مسجد مصر نمبر ۱۰۱۲

دروازہ دوم قلعہ مصر نمبر ۱۰۱۲

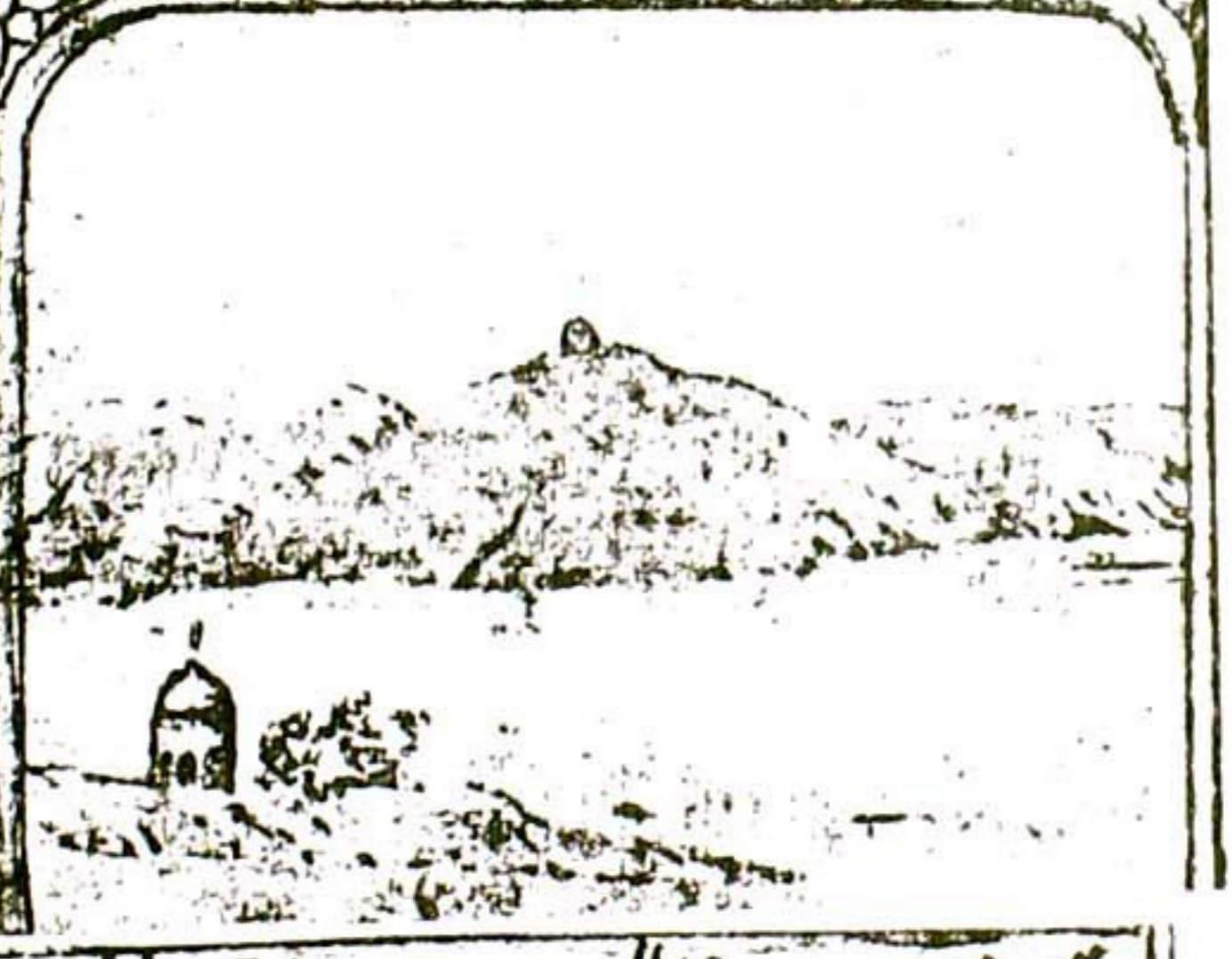


ایک قدم اہم سے بیت المقدس کے آثارِ قدیمہ

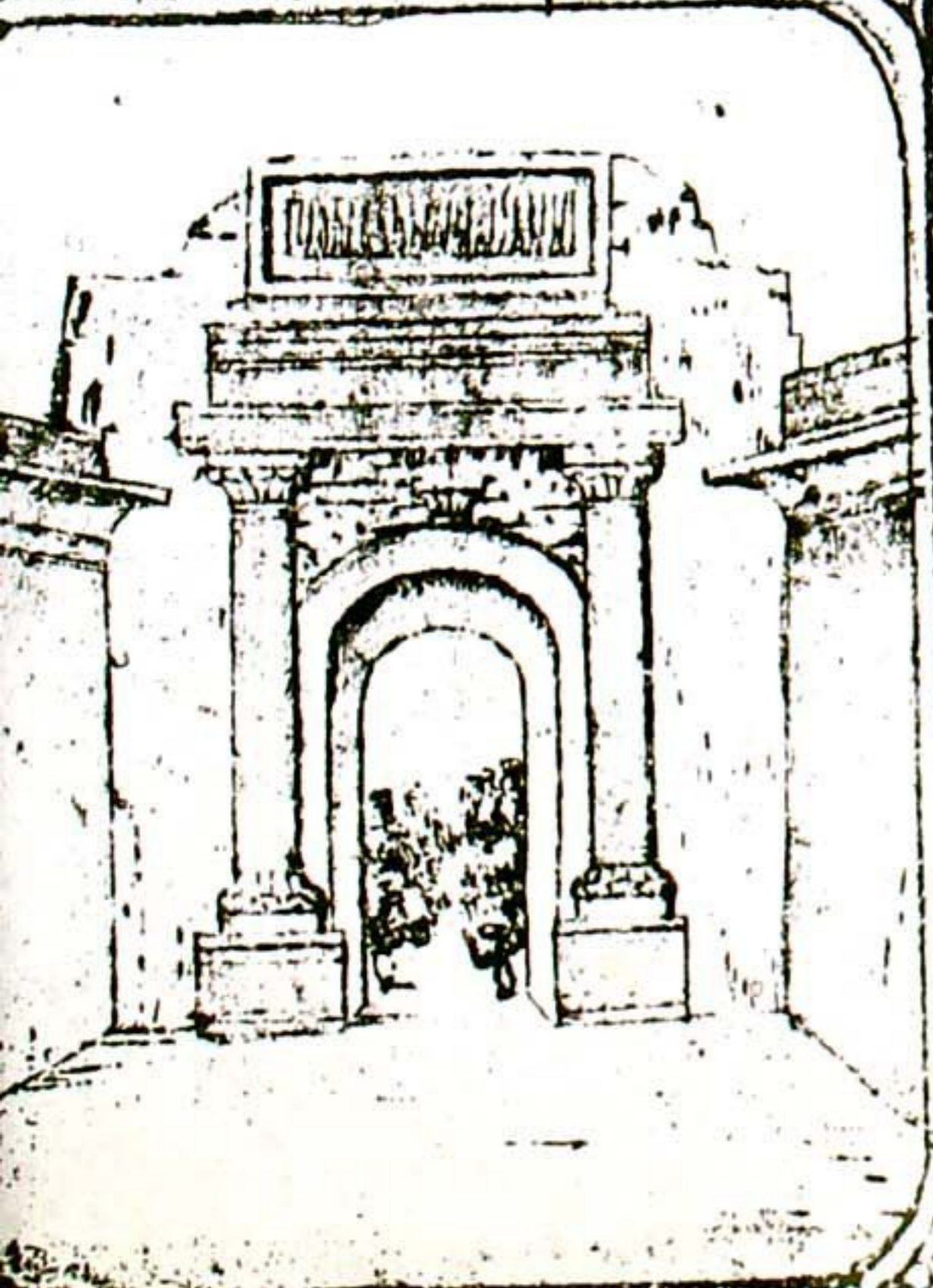
بازار شہرہ سلیم قدیم بیت المقدس نمبر ۹۴۲



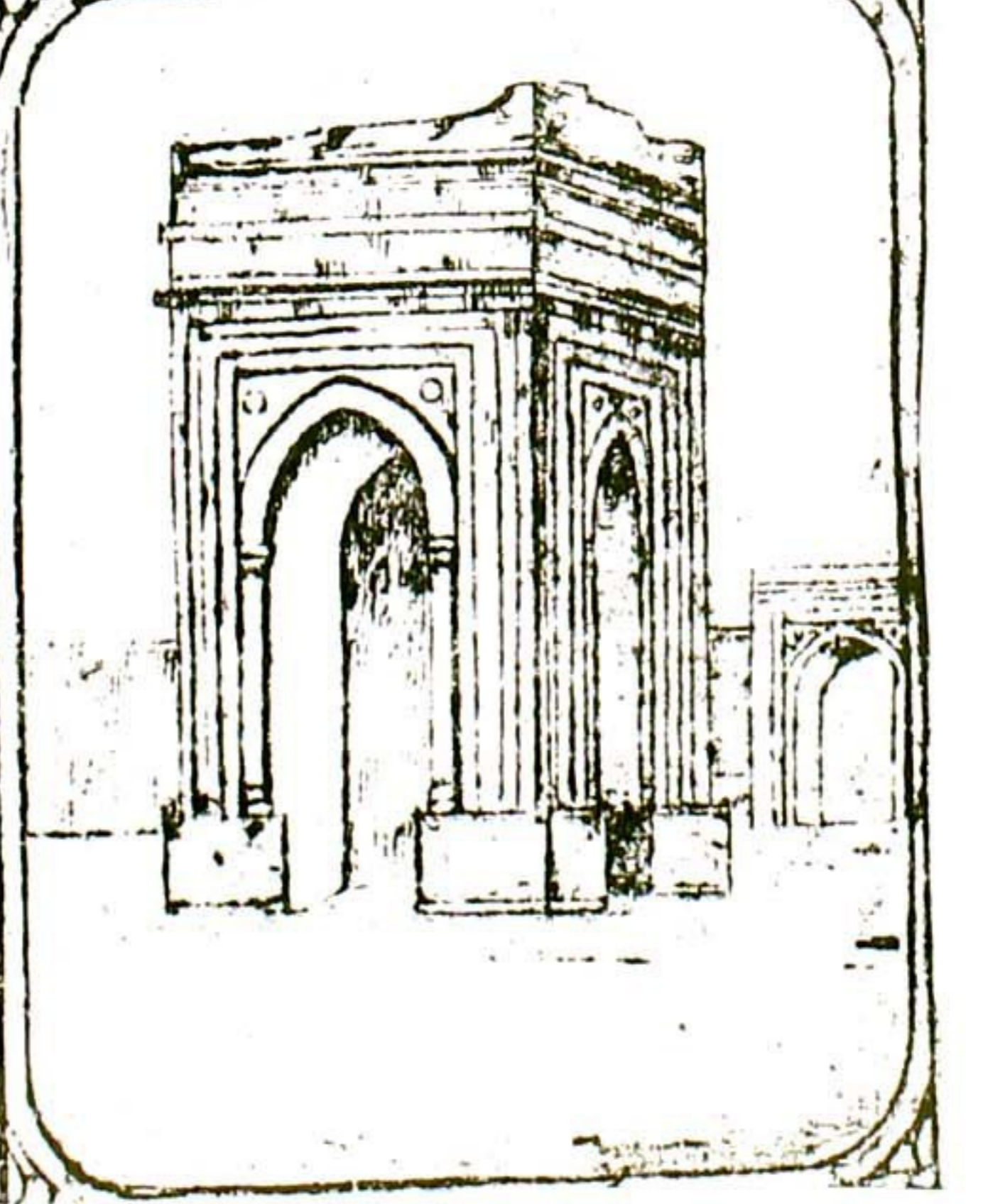
جبل طورسی دیت المقدس نمبر ۹۴۲

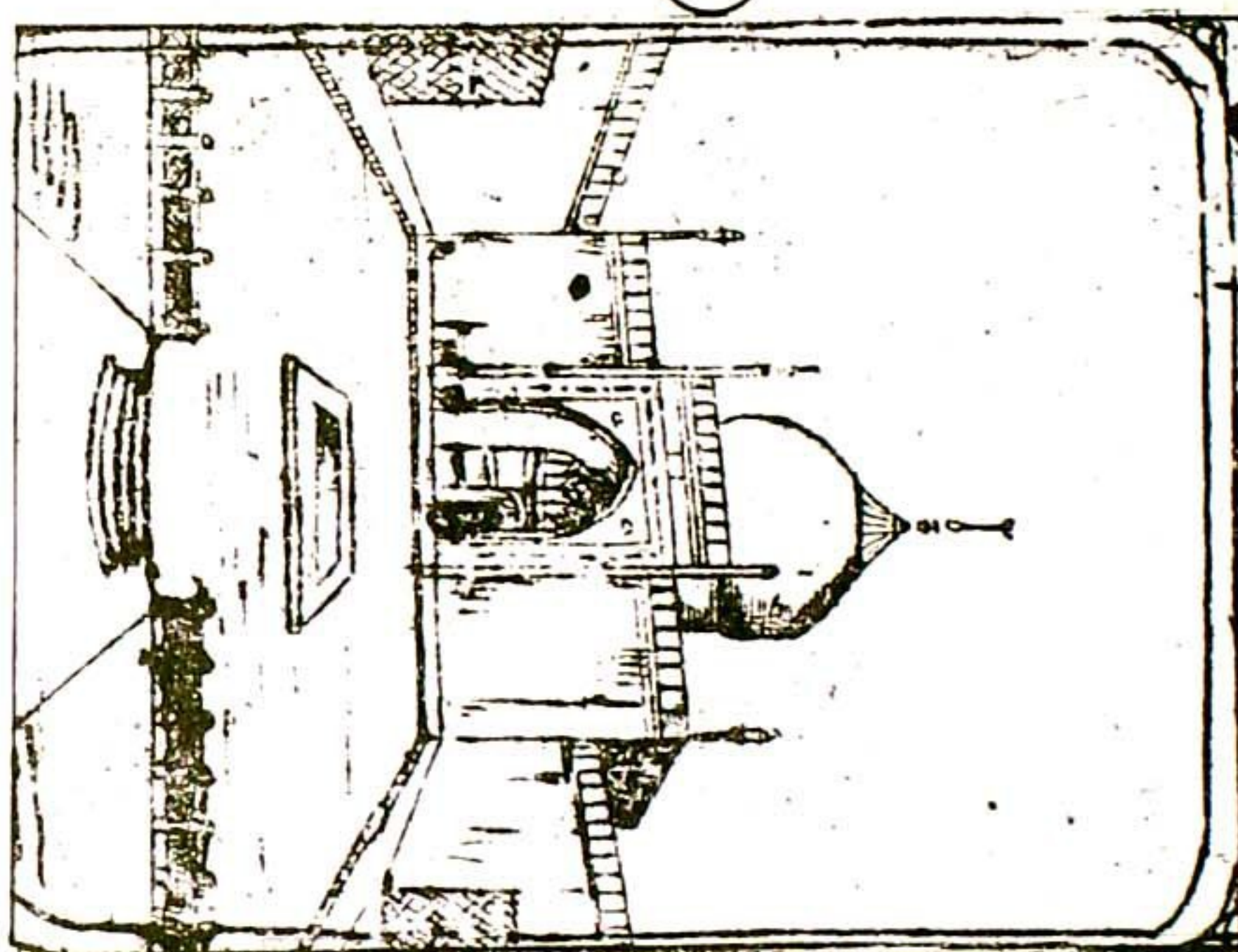


دروازہ برہ سلیم جدید بیت المقدس نمبر ۹۴۲

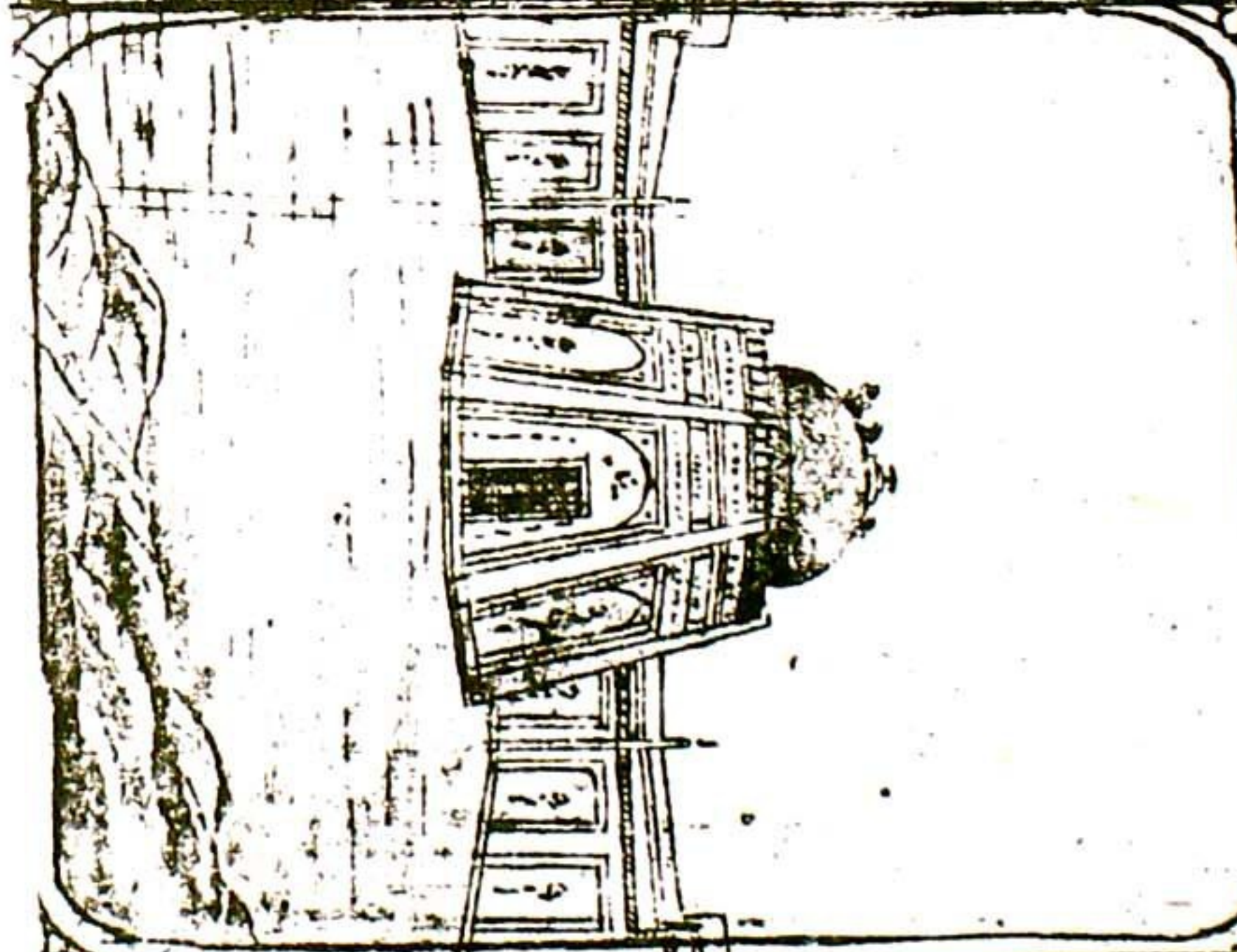


قبر حضرت ہارون علیہ السلام دیت المقدس نمبر ۹۴۲





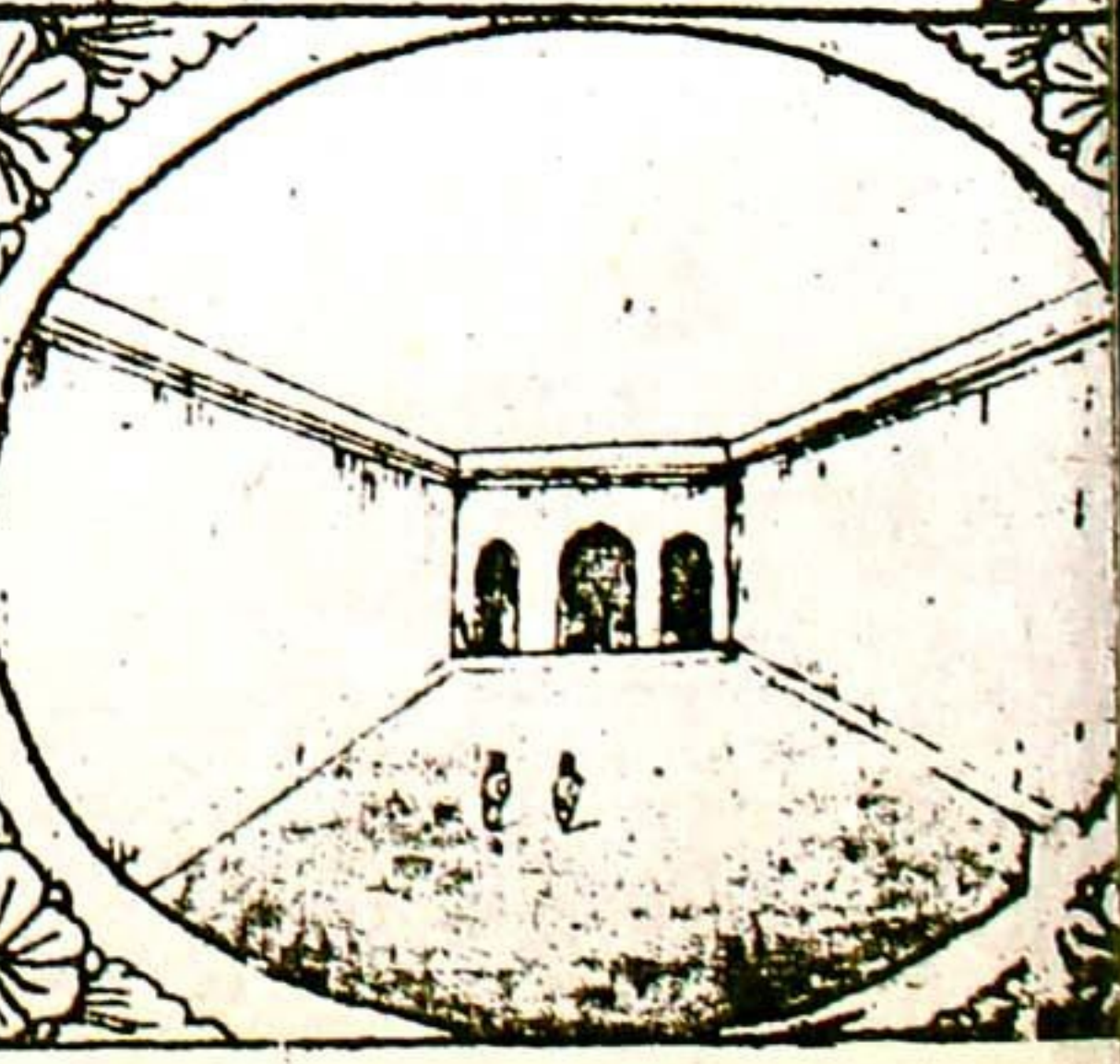
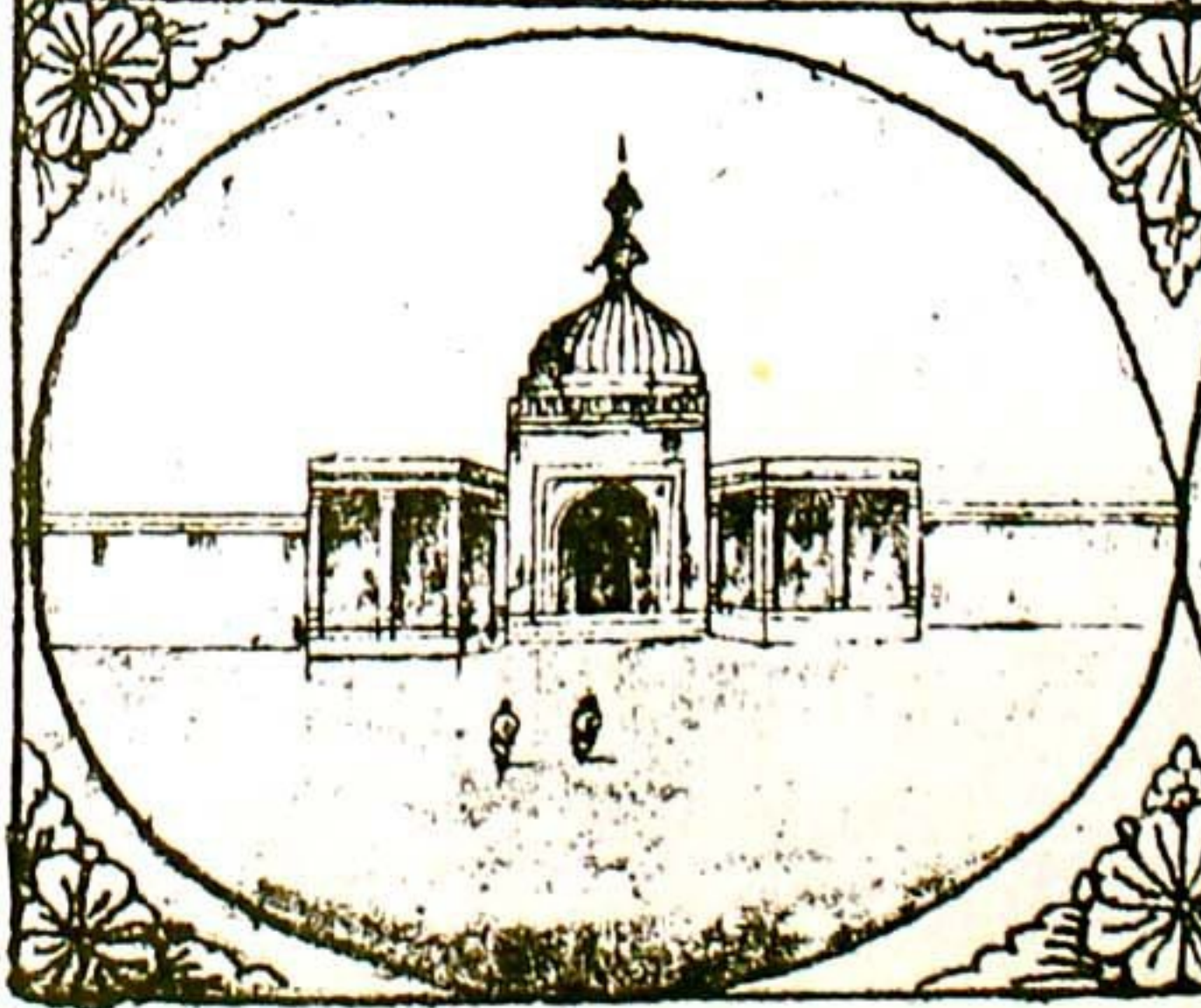
سجد حضرت اسمعیل علیہ السلام در بیت المقدس



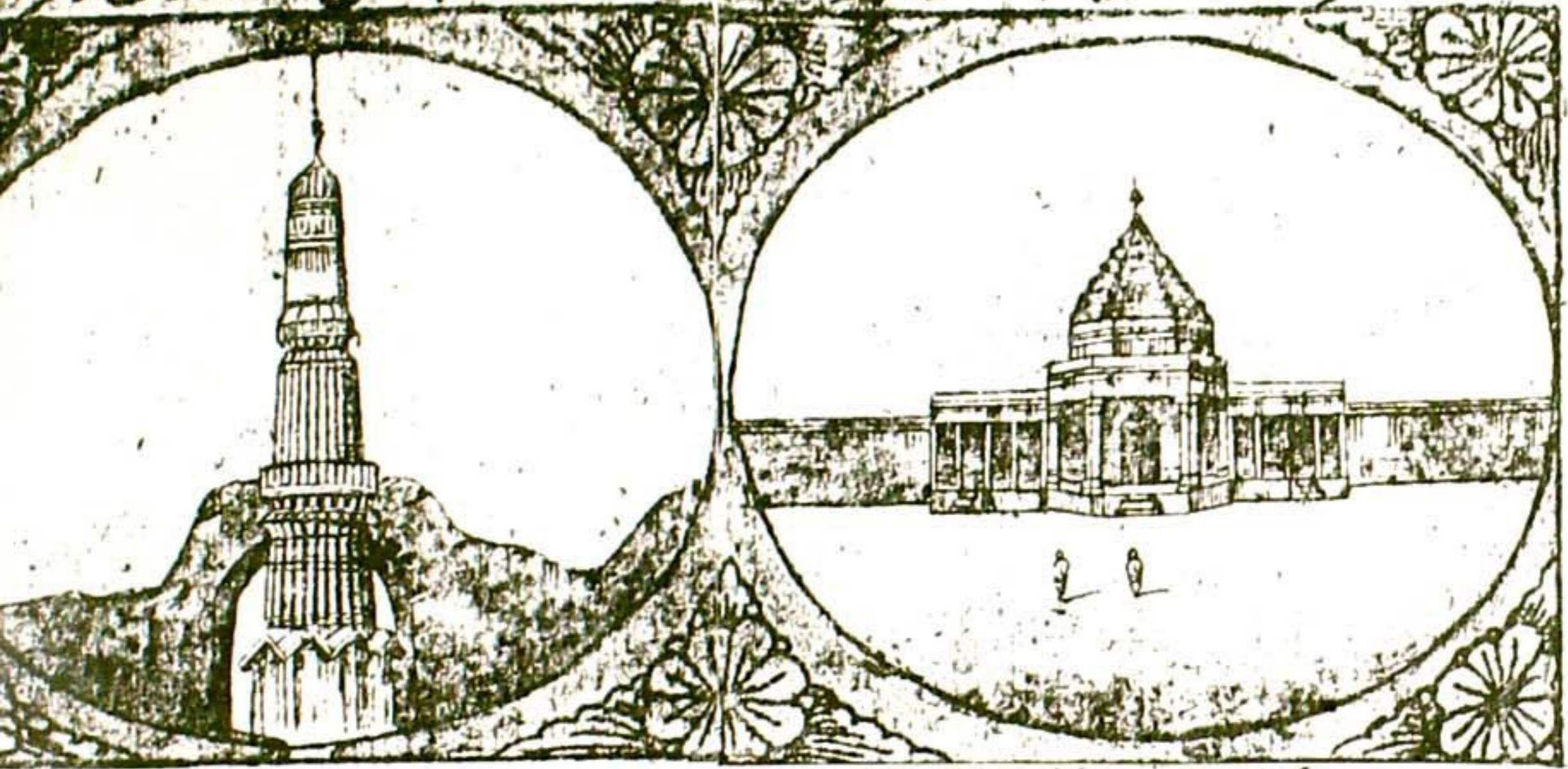
دین حضرت ابراهیم علیہ السلام در بیت المقدس

روضه سلیمان در بیت المقدس

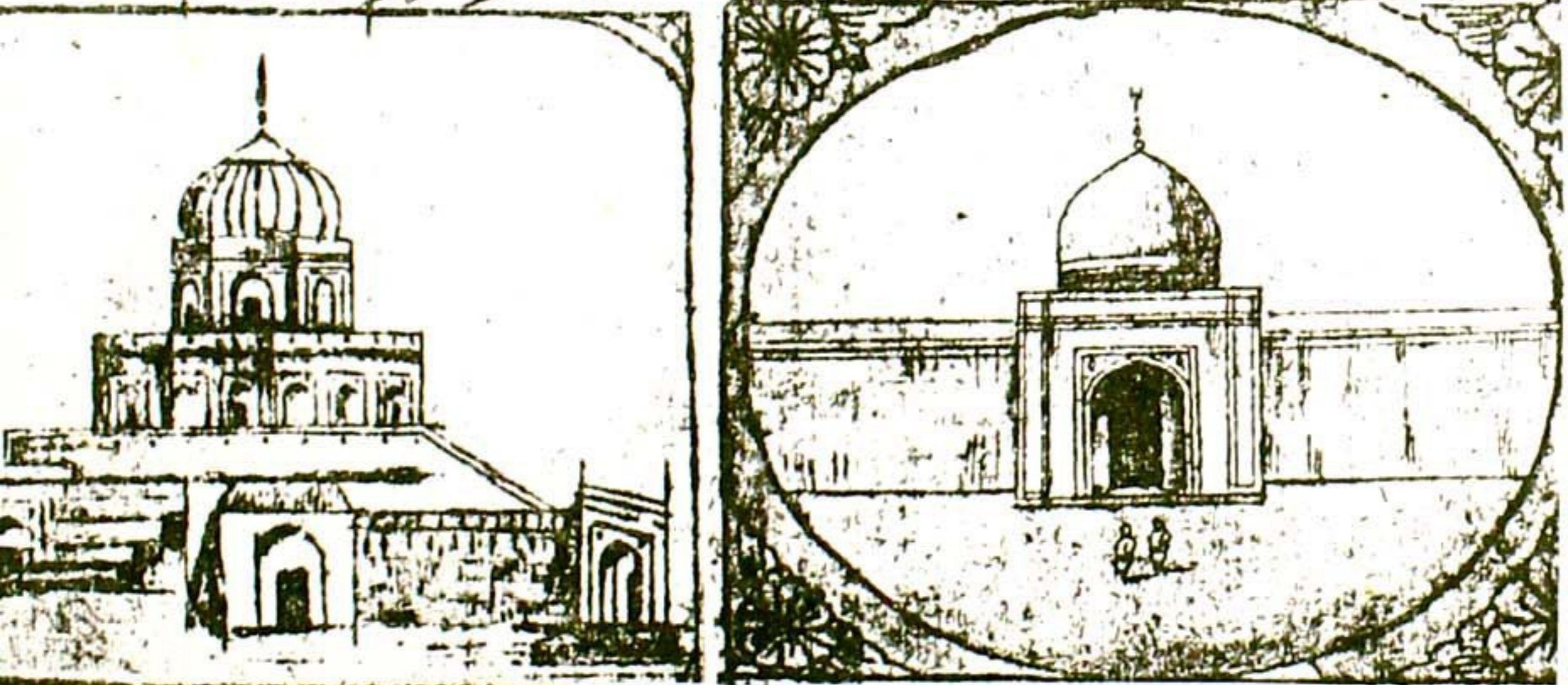
سجده فاطمه سلیمان در بیت المقدس



ردیف حضرت موسیٰ در بیت المقدس نمبر ۳۶۵ دروازه بیت المقدس مع شماره ازان نمبر ۴



ردیف حضرت یسویٰ در بیت المقدس نمبر ۳۶۶ قبة حضرت مریم علیہ السلام در بیت المقدس



ردیف حضرت یسویٰ در بیت المقدس نمبر ۳۶۷ قبة حضرت نالوت علیہ السلام در بیت المقدس

